بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم　　و علی عبدہٖ المسیح الموعودؑ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعودؓ)

ماہانہ

مشکوٰۃ

قادیان

جلد ۱۹　　ہجرت ۱۳۸۵ ہجری شمسی بمطابق مئی ۲۰۰۶ء　　شمارہ ۵

نگران : محمد نسیم خان صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
زین الدین حامد

نائبین
فخر احمد چیمہ
نصیر احمد عارف

سالانہ بدلِ اشتراک
اندرون ملک : 60روپے
بیرون ملک : 20امریکن ڈالر یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ : 5روپے

مینجر : قاری نولب احمد گنگوہی
پرنٹر پبلشر : منیر احمد حافظ آبادی M.A.
ٹائپ سیٹنگ : مصباح الدین نیر
سید اعجاز احمد
دفتری امور : طاہر احمد چیمہ
مقام اشاعت : دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
مطبع : فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

ضیا پاشیاں

اداریہ	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
کلام امام	4
حضرت مصلح موعودؓ کی پرسوز دعائیں	5
من الظلمات الی النور	7
حضرت امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراحؓ	11
نظام خلافت کی اہمیت اور ضرورت	15
کتب مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف	22
واقعہ شہادت (لدھیانہ)	26
دشمن کو ظلم کی برچھی سے... (نظم)	29
اخبار مجالس	30
رپورٹ اجتماع صوبائی تامل ناڈو و ہریانہ	35

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Press Qadian and Published by Muneer Ahmad hafizabadi for Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat.

اداریہ

"وہ تم کو حسینؓ بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں
یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو"

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منظوم کلام کے ایک مصرعہ کو اداریہ کا عنوان بنایا گیا ہے۔

۱۰ محرم ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۵/ اپریل ۲۰۰۰ء کو محترم عبدالرحیم صاحب نواحمدی فاضل دیوبند کی دردناک شہادت عمل میں آئی۔ اسکی تفصیل قبل ازیں قارئین تک مختلف ذرائع ابلاغ سے پہنچ چکی ہوگی۔ مشکوٰۃ کے زیر نظر شمارہ میں بھی اس واقعہ کی کسی قدر تفصیل درج کر دی گئی ہے۔ لدھیانہ کی سرزمین پر ہونے والی یہ شہادت کیا رنگ لاتی ہے، تبلیغ و دعوت الی اللہ کے میدان میں کیا ردعمل دکھلاتی ہے اس شہادت کے پیچھے کیا کیا حکمتیں کارفرما ہیں، دشمن کے کیا کیا عزائم ہیں ان سب باتوں کا اندازہ لگانا فی الوقت مشکل کام ہے تا ہم ایک بات تو قطعی اور یقینی ہے :-

"خوں شہیدانِ امت کا اے کم نظر
رائیگاں کب گیا تھا کہ اب جائیگا
ہر شہادت تیرے دیکھتے دیکھتے
پھول پھل لائیگی پھول پھل جائیگی"

قارئین کرام! جماعت احمدیہ عالمگیر کو حاصل ہونے والی غیر معمولی ترقی اور فتوحات سے دشمن غیظ و غضب میں مبتلا ہیں۔ جماعت احمدیہ کے بڑھتے قدم کو روکنے کے لئے عالمگیر سطح پر کوشش کی جارہی ہے دلائل و براہین کے میدانوں میں کراری شکست کے بعد دشمن ہر قسم کے جائز و ناجائز ہتھکنڈے استعمال کرنے لگے ہیں اور اس ابھرتی ہوئی توحید کی طاقت کو زبردستی دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نتیجۃً وقتاً فوقتاً دنیا کے مختلف حصوں میں احمدیوں کو ظلم اور تشدد کا نشانہ بننا پڑتا ہے اور اپنی جانوں کی قربانی بھی دینی پڑتی ہے۔ بہر حال یہ کوئی نئی بات نہیں ہے الٰہی جماعت کا ہمیشہ سے یہ امتیاز رہا ہے دشمن کی سرتوڑ کوشش کے باوجود ہمیشہ کی طرح خدا تعالیٰ کی غالب اور غیر مبدل تقدیر سے ٹکرا ٹکرا کر انکے تمام مکر فریب اور تمام سازشیں پارہ پارہ ہو جاتی ہیں۔ اور جماعت کا قافلہ پر خطر وادیوں اور دشوار گزار گھاٹیوں سے گزرتا ہوا اپنے اولوالعزم امام کی قیادت میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔ فتح اور کامرانی خوشی اور شادمانی کے اس سفر میں دشمن کے بچھائے گئے دامِ فریب کی پرواہ کئے بغیر توحید الٰہی کے قیام کے لئے، ضلالت اور گمراہیوں کی تاریکیوں کو اجالوں میں تبدیل کرنے کے لئے دنیا میں امن اور شانتی کے قیام کے لئے، عالمی اخوت اور مودت کو فروغ دینے کے لئے، بھٹکی انسانیت کو اس کے حقیقی مقصد حیات کی طرف واپس لانے کے لئے پیاسی انسانی روحوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جاری کردہ فیوضِ روحانی سے سیرابی کیلئے بلا تفریق رنگ و نسل، ہر علاقہ میں ہر زبان میں ہر طبقہ میں اپنا پیغام پہنچا رہی ہے۔ ادرادفع بالتی ھی احسن کے قرآنی ہتھیار سے لیس ہو کر، "غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں، اغیار کا بھی بوجھ اٹھانا پڑے ہمیں" سے ولولہ پاتے ہوئے جماعت احمدیہ اپنا تن من

باقی صفحہ 39 پر

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ" (النور آیت ٥٦)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"اِن آیات سے یہ مضمون شروع ہوتا ہے کہ اگر مسلمان قومی طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے تو ان کو کیا انعام ملے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ تم میں سے جو لوگ خلافت پر ایمان لائیں گے اور خلافت کے استحقاق کے مطابق عمل کریں گے اور ایسے اعمال بجا لائیں گے جو انہیں خلافت کا مستحق بنا دیں اُن سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں اُسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو اس نے خلیفہ بنایا اور اُن کی خاطر اُن کے دین کو جو اس نے اُن کیلئے پسند کیا ہے دنیا میں قائم کرے گا اور جب بھی ان پر خوف آئے گا اس کو امن سے بدل دے گا۔ اور ایسا ہو گا کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں گے اور کسی کو میرا شریک قرار نہیں دیں گے۔ لیکن جو لوگ مسئلہ خلافت پر ایمان لانا چھوڑ دیں گے وہ اس انعام سے متمتع نہیں ہونگے بلکہ اطاعت سے خارج سمجھے جائیں گے۔

اِس آیت میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا ہے اور ان سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ خلافت کے قائل رہے اور اس غرض کیلئے مناسب کوشش اور جدو جہد بھی کرتے رہے تو جس طرح پہلی قوموں میں خدا تعالیٰ نے خلافت قائم کی ہے اسی طرح ان کے اندر بھی خدا تعالیٰ خلافت کو قائم کردے گا اور خلافت کے ذریعہ سے اُن کو اُن کے دین پر قائم فرمائے گا جو خدا نے اُن کیلئے پسند کیا ہے اور اس دین کی جڑیں مضبوط کر دیگا اور خوف کے بعد امن کی حالت اُن پر لے آئیگا جسکے نتیجہ میں وہ خدائے واحد کے پرستار بنے رہیں گے اور شرک نہیں کرینگے۔

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک وعدہ ہے پیشگوئی نہیں۔ اگر مسلمان ایمان بالخلافت پر قائم نہیں رہیں گے اور ان اعمال کو ترک کر دیں گے جو خلافت کے قیام کیلئے ضروری ہیں تو وہ اس انعام کے مستحق نہیں رہیں گے۔ اور خدا تعالیٰ پر وہ یہ الزام نہیں دے سکیں گے کہ اس نے وعدہ پورا نہیں کیا۔

.... خدا تعالیٰ کا یہ صریح وعدہ ہے کہ وہ اس وقت تک خلیفہ بناتا چلا جائے گا جب تک جماعت میں مومنوں اور عملِ صالح کرنے والوں کی اکثریت رہے گی۔ جب اس میں فرق پڑ جائے گا اور اکثریت مومنوں اور عملِ صالح کرنے والوں کی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اب چونکہ تم خود بد عمل ہو گئے ہو اسلئے میں اپنی نعمت تم سے چھین لیتا ہوں... جب تک امت ایمان اور عملِ صالح پر قائم رہے گی اس میں خلفاء آتے رہیں گے اور جب وہ اس سے محروم ہو جائے گی تو خلفاء کا آنا بھی بند ہو جائے گا..."

(تفسیر کبیر ٦ صفحہ ٧٥-٣٦٦)

تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے۔

"... اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بُجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کیلئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کیلئے تلخی کی زندگی اختیار کرو وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذّات چھوڑ کر اپنی عزّت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔

(الوصیت صفحہ ۹)

حضرت مصلح موعودؓ کی اپنے مولا کے حضور پر سوز دعائیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے تشحیذ الاذہان میں ایک مضمون رقم فرمایا جو ماہ رمضان کے متعلق تھا۔ آپ نے اس مضمون میں رمضان المبارک کی برکات کا ذکر کرنے کے بعد لکھا:

میں رسالہ تشحیذ الاذہان کے لئے اپنی میز میں ایک مضمون تلاش کر رہا تھا کہ مجھے ایک کاغذ ملا جو میری ایک دعا تھی جو میں نے پچھلے رمضان میں کی تھی۔ مجھے اس دعا کے پڑھنے سے زور سے تحریک ہوئی کہ اپنے احباب کو بھی اس طرف متوجہ کروں نہ معلوم کس کی دعا سنی جائے اور خدا کا فضل کس وقت ہماری جماعت پر ایک خاص رنگ میں نازل ہو۔ میں اپنا درد دل ظاہر کرنے کے لئے اس دعا کو یہاں نقل کر دیتا ہوں کہ شاید کسی سعید الفطرت کے دل میں جوش پیدا ہو اور وہ اپنے رب کے حضور میں اپنے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے دعاؤں میں لگ جائے جو کہ میری اصل غرض ہے۔ وہ دعا یہ ہے:)

"اے میرے خالق میرے قادر خدا! میرے پیارے مولا میرے رہنما اے خالق ارض و سما اے متصرف آب و ہوا، اے وہ خدا جس نے آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک لاکھوں ہادیوں اور کروڑوں رہنماؤں کو دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ اے وہ علی و کبیر جس نے آنحضرت ﷺ جیسا عظیم الشان رسول مبعوث کیا،..... اے نور کے پیدا کرنے والے اے ظلمات کے مٹانے والے تیرے حضور میں ہاں صرف تیرے ہی حضور میں مجھ سا ذلیل بندہ جھکتا ہے اور عاجزی کرتا ہے کہ میری صدا سن اور قبول کر کیونکہ تیرے ہی وعدوں نے مجھے جرأت دلائی ہے کہ میں تیرے آگے کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں۔ میں کچھ نہ تھا تو نے مجھے بنایا۔ میں عدم میں تھا تو مجھے وجود میں لایا۔ میری پرورش کے لئے اربعہ عناصر بنائے اور میری خبر گیری کے لئے انسان کو پیدا کیا جب میں اپنی ضروریات کو بیان تک نہ کر سکتا تھا۔ تو نے مجھ پر وہ انسان مقرر کئے جو میری فکر خود کرتے تھے۔ پھر مجھے ترقی دی اور میرے رزق کو وسیع کیا۔ اے میری جان ہاں اے میری جان! تو نے آدم کو میرا باپ بننے کا حکم دیا اور حوا کو میری ماں مقرر کیا اور اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو جو تیرے حضور عزت سے دیکھا جاتا تھا اس لئے مقرر کیا کہ وہ مجھ سے ناسمجھ اور نادان اور کم فہم انسان کے لئے تیرے دربار میں سفارش کرے اور تیرے رحم کو میرے لئے حاصل کرے۔ میں گنہگار تھا تو نے ستاری سے کام لیا۔ میں خطاکار تھا تو نے غفاری سے کام لیا۔ ہر ایک تکلیف اور دکھ میں میرا ساتھ دیا۔ جب کبھی مجھ پر مصیبت پڑی تو نے میری مدد کی اور جب کبھی میں گمراہ ہونے لگا تو نے

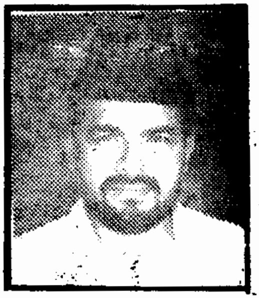

من الظلمات الی النور

(اندھیروں سے اجالے کی طرف)

(محترم مولوی عطاء الرحمن صاحب مبلغ سلسلہ نیپال کی قبول اسلام واحمدیت کی دلچسپ وایمان افروز داستان ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔ موصوف اس وقت قرآن مجید کے نیپالی ترجمہ میں مصروف ہیں قبل ازیں اسلامی اصول کی فلاسفی کے نیپالی ترجمہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔)

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار
(درثمین)

۳۰/جولائی ۱۹۸۵ء کی بات ہے خاکسار امرتسر ریلوے اسٹیشن کے پلیٹفارم میں پریشان اور زندگی سے مایوس بیٹھا ہوا تھا۔ صبح کے نو بجے ہاوڑا میل پلیٹ فارم پر آکر رکی۔ اس ٹرین سے ایک ۱۵ سال کا لڑکا اترا اور پلیٹ فارم میں داخل ہو کر خاکسار کے قریب ہی ایک بنچ پر آبیٹھا اور خاکسار سے پوچھا سر آپکی گھڑی میں کیا وقت ہو رہا ہے۔ خاکسار نے جواب دیا کہ میرے پاس گھڑی نہیں ہے۔ بارش ہو رہی تھی اس لئے وہ لڑکا خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد خاموشی توڑتے ہوئے خاکسار نے اس سے سوال کیا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہو اور آپکا کیا نام ہے۔ اس نے اپنا نام گوتم احمد بتایا اور کہا کہ میں اڑیسہ کا رہنے والا ہوں۔ خاکسار نے اس سے پوچھا کہ گوتم تو ہندووانہ نام ہے اور احمد تو مسلمان کا، یہ نام آپکا کیسے ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ خاکسار کے بڑے بھائی کا نام کرشن احمد ہے اور چھوٹے بھائی کا نام نانک احمد ہے اور ہم ان تمام بزرگان کو اپنے ہی گورو اور اوتار مانتے ہیں۔ اور انکی اچھی تعلیمات پر عمل کرنا اپنا فرض جانتے ہیں۔ اس نوجوان لڑکے کی باتوں سے خاکسار حیران و متاثر ہوا اور اس سے مزید پوچھا کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کیا تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ قریب ہی ایک جگہ قادیان ہے وہ وہاں رہ کر تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اس کے بعد اس نوجوان نے قادیان کا تفصیلی تعارف کروایا اور خاکسار سے اصرار کیا کہ قادیان چل کر دیکھیں وہاں رہنے اور کھانے پینے کا بھی اچھا انتظام ہے۔ خاکسار نے اس سے قادیان کا ایڈرس نوٹ کر لیا اور بعد میں وقت مناسب پر قادیان جانے کا وعدہ کیا مگر وہ بہت ضد کرنے لگا کہ اگر آپکے پاس وقت اور فرصت ہو تو آج ہی خاکسار کے ساتھ چلکر قادیان دیکھ لیں بعد میں کیا ہوگا اور کیا نہ ہوگا یہ کس کو معلوم ہے۔ اسکی باتوں میں بہت اپنا پن تھا اور خاکسار جو دنیا سے مایوس ہو کر دل ہی دل میں خودکشی کرنے کے بارے میں سوچ کر اسکا پروگرام بنا رہا تھا اسکی باتوں سے کافی متاثر ہوا اور ایک لمبے عرصہ کے بعد یوں لگا کہ اس دنیا میں ابھی بھی انسانیت ہے اور اچھے لوگ بھی موجود ہیں۔ اس لڑکے نے آخر کار خاکسار کا بھی قادیان کے لئے ٹکٹ لے لیا اور خاکسار اس کے ساتھ بذریعہ ٹرین امرتسر سے ایک انجانی جگہ اور نئی دنیا کی سیر کے لئے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں بھی کچھ مذہبی باتیں

ہوتی رہیں۔ مگر وہ لڑکا خاکسار سے عمر میں ۸ سال چھوٹا تھا اور آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا اس لئے خاکسار نے زیادہ اس کے ساتھ سوالات نہیں کئے۔ جب ہم قادیان کے قریب پہنچے تو اس نے ایک سفید منارہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ منارۃ المسیح ہے۔ جب خاکسار نے اس منارہ کو دیکھا تو دل میں ایک عجیب سی خوشی محسوس کی۔ پھر جب قادیان ریلوے اسٹیشن سے بذریعہ تانگہ ہم محلہ احمدیہ کی طرف روانہ ہوئے تو محلہ میں داخل ہوتے ہوتے خاکسار کے دل میں ایک ایسا سرور اور سکون محسوس ہوا جو خاکسار کو اس سے قبل کبھی محسوس نہ ہوا تھا اور نہ بعد میں۔ جب ہم لنگر خانہ پہنچے تو وہاں خاکسار کو رہنے کے لئے انتظام کر دیا گیا۔ اور چند نوجوان خاکسار سے ملنے آئے۔ قادیان کی صفائی اور دوستوں کا پیار محبت کے ساتھ گلے ملکر حال پوچھنا خاکسار کو بہت اچھا لگا۔ اس سے قبل خاکسار نے مسلمانوں کا اس قسم کا سلوک کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مسلمانوں میں ویسی صفائی بھی نہیں دیکھی گئی۔ اس لئے خاکسار ان چیزوں سے کافی متاثر ہوا۔ دوسرے روز خاکسار کو وہ نوجوان محترم جناب مولانا محمد انعام صاحب غوری کے پاس لے گیا اور ان سے خاکسار کا تعارف کروایا۔

انہوں نے خاکسار کو گلے سے لگایا اور حال پوچھنے کے بعد پوچھا کہ اسلام کے بارے میں آپکو کیا معلوم ہے۔ خاکسار نے انکو جواب دیا کہ خاکسار سناتن دھرمی ہندو فیملی میں پیدا ہوا اور سناتن دھرم کے بارے میں تو کافی تعلیم حاصل کیا ہے بہت سے مندروں اور تیرتھوں کا تو درشن کیا ہے مگر اسلام کے بارے میں چند تعارفی باتوں کے علاوہ کچھ بھی علم نہیں ہے مگر مسلمانوں کے بارے میں اتنا علم ہے کہ وہ اچھے نہیں ہوتے۔ ہر قسم کی برائی کرنا جانتے ہیں اور ان میں کوئی اچھائی خاکسار نے کبھی نہیں دیکھی۔ خاکسار کے اس جواب پر انہوں نے کہا کہ یہ بات درست ہے کہ مسلمان اسلام کی تعلیم کو چھوڑ کر بہت بگڑ گئے ہیں اس لئے خدا نے مسلمانوں کو اور تمام لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے ایک سدھارک اور کلکی اوتار کو اس گاؤں میں بھیجا جنہوں نے اس زمانہ میں تمام لوگوں کو اسلام کی پاک تعلیم عملی طور پر بھی اور تعلیمی طور پر بھی دی ہے۔ آپ بھی ہمارے کتب خانہ سے انکی کتابیں لیکر پڑھیں اور جو بات سمجھ میں نہ آئے یہاں کے علماء سے پوچھتے رہا کریں۔ اس طرح انکی راہنمائی سے خاکسار نے اسلام اور احمدیت سے متعلق بہت ساری کتابیں کتب خانہ سے لیکر پڑھنا شروع کیں۔ خاکسار بچپن سے ہی مذہبی باتوں سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتا تھا اور خاکسار کی والدہ خاکسار کو ہمیشہ اچھی مذہبی باتیں بچپن سے ہی سکھایا کرتی تھیں اور سچ بولنے اور برائی سے بچنے کی بہت زیادہ تلقین کیا کرتی تھیں۔ اس لئے خاکسار کو مذہب کی طرف بہت زیادہ دھیان رہتا تھا۔ چھوٹی عمر سے ہی خاکسار نے ان کے کہنے پر پوجا کرنا۔ اور برت (روزہ) رکھنا شروع کر دیا تھا۔ جب خاکسار نے ہوش سنبھالا اور تحقیق کی تو سناتن دھرم سے خاکسار کا یقین اٹھتا گیا اور آخر کار خاکسار نے پوجا کرنا اور بت پرستی کرنا ترک کر دیا۔ اس کے بعد اپنا آبائی وطن آسام چھوڑ کر خاکسار مختلف جگہوں اور مقاموں کی سیر کرنے لگا اور ہندوستان کے تمام چھوٹے بڑے مذہبی مقامات کی سیر کا انتظام بھی کس طرح سے ہو جاتا تھا وہ خاکسار بیان نہیں کر سکتا۔ ایک غیبی ہاتھ ہے جو خاکسار کو ایک جگہ رہنے نہیں دیتا تھا اور ہمیشہ بے چینی کی حالت میں ادھر سے اُدھر گھماتا پھرتا تھا۔ کوئی دن ایسا نہ گذرا ہوگا کہ صبح ہوتے ہی خاکسار رات کی فکر اور رات ہوتے ہی دن کی فکر نہ لگی ہو۔ ہمیشہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا

سا چھایا رہتا تھا۔ زندگی سے اکثر مایوس ہو جایا کرتا تھا۔ اور خودکشی کے خیالات پیدا ہوتے رہتے تھے۔ لوگوں پر سے بھروسہ اٹھ گیا تھا اور سبھی کو اپنا دشمن سمجھنے لگا تھا۔ ایسی حالت میں خاکسار کو قادیان میں وہ کتب پڑھنے کے لئے ملیں جنہیں پڑھنے کے بعد ایسا لگا کہ خاکسار بچپن سے اپنے دل میں جن سوالات کو لئے پھر رہا تھا اسکا جواب ان کتابوں میں ہے۔ ابتداءً جن کتب کا خاکسار نے بغور مطالعہ کیا ان کے نام ہیں۔ اسلامی اصول کی فلاسفی، احمدیت یعنی حقیقی اسلام اور دیگر چھوٹی بڑی بہت ساری کتابیں جنکی تفصیل اب یاد نہیں۔ یہ کتابیں خاکسار لگا تار بائیس دن تک پڑھتا رہا۔ بیچ بیچ میں بعض باتوں کے متعلق علماء سے پوچھتا تھا اور تسلی کر لیتا تھا۔ مکرم عبدالعظیم صاحب درویش مرحوم روزانہ خاکسار کی خبر گیری کرتے تھے۔ بہت سارے نوجوان دوست بھی اس میں میرے مدد کرتے رہتے تھے۔ مکرم قاری نواب احمد صاحب اور مکرم حافظ عبدالقیوم صاحب ان میں خاص تھے جو ہر وقت خاکسار کی راہنمائی کرتے تھے۔ خاکسار نے پڑھائی کے ساتھ ساتھ بعض بزرگوں کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے دعا کرنا اور نماز پڑھنا شروع کر دیا اور خدا تعالیٰ سے راہنمائی چاہی۔ خاکسار کو دو باتوں نے بہت پریشان کر رکھا تھا وہ یہ تھے کہ خاکسار بہت زیادہ گنہگار ہے اور اب ان غلطیوں کی بخشش ممکن نہیں ہے اور خاکسار کے زندہ رہنے سے اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مگر مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھکر آپؑ کی تعلیمات سے یہ یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ گناہ بخش سکتا ہے اور بخش دیتا ہے اور وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور نئی زندگی عطاء کر سکتا ہے۔ مطالعہ کے ساتھ ساتھ دعائیں بھی شروع کر دی تھیں اس لئے دل کو سکون ہونے لگا اور آخر قادیان آنے کے بائیس یوم بعد مورخہ 20/8/85 کی رات خواب میں خاکسار نے دیکھا کہ موجودہ خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو پیار سے گلے لگایا اور حضور کا چہرہ مبارک بہت زیادہ روشن تھا۔ اور خاکسار نے یہ بھی دیکھا کہ خاکسار کے پیچھے کی طرف خاکسار کے والدین بھی کھڑے ہیں اور وہ حضور کو پرنام کر رہے ہیں۔ خاکسار کی والدہ دائیں طرف کھڑی دکھائی گئی۔ صبح اٹھ کر خاکسار نے دل میں سوچا کہ میری والدہ مجھے اسلام قبول کرنے کی اجازت دے رہی ہیں۔ اور حضور نے بھی خوش آمدید کہا ہے اس لئے اسلام قبول کرنا ہی میرے لئے بہتر ہے۔ تب تک خاکسار تعلیم کے لحاظ سے مطمئن ہو گیا تھا مگر صرف یہ دقت پیش آ رہی تھی کہ میرے اسلام قبول کرنے پر میری قوم کے لوگ کیا کہیں گے اور میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ مگر اس خواب کے بعد خاکسار کے اندر اللہ تعالیٰ نے ہمت پیدا کر دی اور دل میں یہ ارادہ گھر کر گیا کہ اب اگر پوری دنیا بھی مخالفت کرے تو بھی خاکسار کو اسلام سے کوئی روک نہیں سکتا اور خاکسار اکیلے سب کا مقابلہ کرے گا۔ آخر اسی روز خاکسار نے اسلام و احمدیت میں شمولیت کے لئے بیعت فارم بھر کر حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کی خدمت میں بیعت فارم قبول کرنے کی درخواست کی حضرت میاں صاحب موصوف نے کافی عمدہ نصیحت کرنے کے بعد بیعت فارم منظور فرما لیا اور مورخہ 21/8/85 کو خاکسار احمدی یعنی حقیقی اسلام قبول کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد خاکسار نے دل ہی دل میں سوچا کہ جب تک خاکسار اسلام کی تعلیم اچھی طرح سے حاصل نہیں کر لیگا تب تک اس پر عمل کرنا اور غیر مسلموں کے اعتراضات و سوالات کا جواب دینا خاکسار کے لئے ممکن نہ ہو گا۔ مگر اس وقت خاکسار کی جو حالت تھی بظاہر

ایسا لگتا تھا کہ قرآن کریم کو سیکھنا اور اسلامی تعلیم حاصل کرنا خاکسار کے لئے ناممکن نظر آتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی دلی خواہش و تڑپ کے عین مطابق غیر ممکن حالات کو ممکن میں تبدیل کر دیا اور خاکسار کے لئے جامعہ احمدیہ قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کا راستہ کھول دیا۔

خاکسار نے جب مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ حاصل کیا تو مدرسہ کے سبھی طلباء اساتذہ کرام نے خاکسار کا حوصلہ بڑھایا اور پڑھائی میں ہر طرح سے مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب محسن دوستوں و اساتذہ کرام کو احسن الجزء عطا فرمائے خاکسار نے پوری محنت و کوشش کے ساتھ اردو و عربی زبان سیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ صرف چھ سالوں میں مدرسہ کا کورس مکمل کیا اور خاکسار کو خدمت دین کے لئے پہلے سکم بھیجا گیا۔ وہاں خاکسار چھ ماہ رہا اور اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہزاروں لوگوں تک پیغام حق پہنچایا اور اسکے بعد خاکسار کو 1992ء میں ملک نیپال کے دار الحکومت کاٹھمانڈو بھیجا گیا اور اس وقت سے خاکسار تا حال اسی ملک میں بطور مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ خدمت دین بجا لانے کی سعادت پا رہا ہے۔ خاکسار کے والدین اب نیپال میں ہی سکونت پذیر ہیں اور خاکسار کے دو چھوٹے بھائی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو چکے ہیں ان دونوں کا نام علی التر تیحضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صادق احمد اور وحید احمد رکھ دیا۔ دونوں ہی اس وقت اپنے ذاتی کاموں میں مصروف ہیں۔ تمام دوستوں و احباب سے درد مندانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سعید روحوں کو اس پاک چشمہ ھدایت سے کماحقہ مستفیض ہونے کی توفیق عطاء فرمائے اور خاکسار کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنا قرب و رضاء عطاء فرمائے اور اپنے نور سے منور فرمائے اور تادم آخر خدمت دین کے لئے وقف رہنے اور ہمت و وفا کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا وفادار سپاہی بنے رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس محسن دوست گوتم احمد کو جو خاکسار کا دینی بھائی ہے اور جسکے ذریعہ سے خاکسار کو ھدایت نصیب ہوئی اور اسکے والدین و بہن بھائیوں کو دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔

بالآخر میں اس بابرکت شعر پر اپنی مختصر داستان ختم کرتا ہوں۔

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

(درّ ثمین)

وہ کونسی چیز ہے

1. وہ کونسی چیز ہے جو خود اندھی ہے لیکن اندھوں کو رستہ بتاتی ہے۔
2. وہ کونسی چیز ہے جو اپنا جسم کھاتی ہے جب کھا چکے تو مر جاتی ہے۔
3. وہ کونسا پرندا ہے جو اپنے بچوں کو دودھ پلاتا ہے۔
4. وہ کونسا چار حرفی لفظ ہے جس کا پہلا حرف نکال دیا جائے تو وہ تمہارے سر پر ہوگا۔

(مرسلہ عدنان احمد، عرفان احمد قادیان)

☆- [illegible]

اعلان

☆- مضمون "یورپ پر مسلمانوں کے احسانات" کی قسط نمبر ۶ اس مرتبہ شائع نہ ہو سکی۔ انشاء اللہ آئندہ شمارے میں شائع ہوگی۔

—— ایڈیٹر

سیرت صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم (2)

حضرت امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

﴿محترم مولوی برھان احمد ظفر ناظر نشر واشاعت قادیان﴾

دوسرے صحابی جن کی سیرت بیان کرنا میرے سپرد ہے وہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں آپ قریش کے قبیلہ بنو فہر میں سے تھے جنہیں بعض اوقات فہر بن مالک کی طرف منسوب کر کے فہری بھی کہہ لیتے تھے۔ آپ اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے خاص طور پر جنت کی بشارت دی تھی اور یہ اصحاب آپ کے نہایت ہی مقرب اور مشیروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ حضرت عثمان بن مظعون کے ساتھ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ نہایت ہی نیک اور صوفی مزاج آدمی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امین الامہ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جانے والی دوسری جماعت میں آپ بھی شامل تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن لوگوں کو خلافت کا اہل قرار دیا تھا۔ اُن میں آپ بھی شامل تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نظر میں آپ کی اتنی قدر تھی آپ کہا کرتی تھیں کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو وہی خلیفہ ہوتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آیا اور آپ سے گفتگو کی... جب آپ کی طرف سے حجت تمام ہو گئی اور عیسائی انکار ہی کرتے رہے تو آپ نے ان کو مباہلہ کی دعوت دی لیکن نصاریٰ العاقب نے کہا یاد رہے، گر تم نے مباہلہ کیا تو تمہاری جڑیں تک اکھاڑ دی جائیں گی اگر تمہیں اپنے دین کی محبت کے سوا دوسری کسی بات سے انکار ہو۔ اور جو کچھ تم کہہ چکے ہو اُسی پر تم جمے رہنا چاہتے ہو تو اس شخص سے صلح کر لو۔ اور اپنے شہروں کو واپس چلے جاؤ۔

اس پر اُنہوں نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ اے ابو القاسم ہمیں یہی مناسب معلوم ہوا کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں اور آپ کو آپ کے دین پر چھوڑ دیں اور ہم اپنے دین پر رہتے ہوئے اپنے مقام کو لوٹ جائیں۔ لیکن آپ اپنے اصحاب میں سے کسی ایسے شخص کو جسے آپ ہمارے لئے پسند فرمائیں ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ کہ وہ ہمارے مالی اختلافی امور میں ہمارے درمیان صلح کیا کرے۔ کیونکہ ہمارے خیال میں آپ لوگ ہماری مرضی کے مطابق ہیں۔

حضرت محمد بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ یہ سُن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ایتُونِیْ الْعَشِیَّۃَ اَبْعَثُ مَعَکُمُ الْقَوِیَّ الامین

یعنی تم میرے پاس شام کو آنا میں ایک قوی امانتدار کو تمہارے ساتھ بھیج دونگا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے وہ امیر بننے کی خواہش جتنی مجھے اس دن تھی اور کبھی نہ ہوئی۔ صرف اس امید پر کہ میں قوی الامین بن جاؤں۔ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ اس خواہش کو لیکر میں ظہر کی نماز میں چلچلاتی دھوپ میں پہنچ گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو پہلے آپ نے سیدھی جانب اور پھر بائیں جانب ملاحظہ فرمایا۔ اور میں اپنے آپ کو اونچا ہو ہو کر دکھاتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں خاص ہو جاؤں اور آپ مجھے دیکھ لیں یہاں تک کہ آپ کی نظر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی اور انہیں بلا کر فرمایا:

"اُخْرُجْ مَعَهُم فَاقْضِ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ"

یعنی ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور اُن کے اختلافی معاملوں میں ان کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کیا کرو۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جماعت کے ساتھ چلے گئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سادگی نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی اور نمود نمائش کو بالکل پسند نہ فرماتے تھے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ نے ساری زندگی ہی باوجود سب کچھ ہونے کے درویشانہ انداز میں گزاری۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے آپ اپنے کجاوہ کی چادر پر لیٹے ہوئے تھے اور گٹھڑی کا تکیہ بنایا ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کیا تم نے وہ نہیں لیا۔ جو تمہارے ساتھیوں نے لیا ہے کہنے لگے اے امیر المومنین یہ میری خواب گاہ تک پہنچانے کے لئے کافی ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام میں تشریف لائے جہاں آپ سے بڑے بڑے لوگ ملاقات کرنے کے لئے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا بھائی کہاں ہے لوگوں نے دریافت کیا کون آپ نے فرمایا ابو عبیدہ لوگوں نے کہا کہ وہ ابھی آپکے پاس آئیں گے۔ جب آپ آئے تو حضرت عمرؓ اپنی سواری پر سے اُتر کر اُن سے ملے معانقہ کیا پھر آپ ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اُن کے گھر میں بجز اُن کی تلوار ڈھال اور کجاوہ کے کچھ نہ دیکھا۔

آپ کی ساری زندگی امانت و دیانت کے واقعات سے بھری پڑی ہے آنحضرت ﷺ نے آپ کو جو امین کا خطاب دیا تھا آپ نے اسکو سچ کر دکھایا۔ آپ کو دنیا کے مال سے قطعاً محبت نہ تھی آپ کو جیسے مال ملتا آپ اُسی وقت اسے خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر دیتے حضرت مالک الدارؓ سے ایک روایت ملتی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سو دینار لئے اور اُن کو ایک تھیلی میں رکھ کہ اپنے ایک غلام کے ہاتھوں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھجوائے اور ساتھ ہی اُس کو یہ حکم دیا کہ وہ کچھ دیر وہاں رک کر دیکھے کہ وہ کیا کرتے ہیں غلام نے جب وہ دیناروں کی تھیلی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں دی تو ساتھ ہی کہا کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ آپ اسے اپنی ضرورت میں صرف کر لیں اس پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر المؤمنین کو دعا دی پھر اپنی باندی کو بلایا اور کہا کہ یہ سات دینار فلاں کو دے دے اور یہ پانچ فلاں کے پاس لے جاؤ اور یہ پانچ فلاں کے پاس لیجا یہاں تک کہ آپ نے سب دینار تقسیم کر دیئے غلام نے آکر اس کی اطلاع حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش ہوئے آپ کی امانتداری پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کو رشک تھا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم اپنی اپنی تمنا کا اظہار کرو۔ ہر ایک نے اپنی اپنی تمنا کا اظہار کیا کسی نے کہا کہ میری تمنا ہے کہ گھر بھر سونا ہو تو میں اسے اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا کسی نے کہا کہ اگر میرے پاس گھر بھر موتی ہوتے تو میں اُسے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتا۔ جب سب لوگوں نے اپنی اپنی تمنا کا اظہار کر لیا تو پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اور اپنی تمنا کا اظہار کرو تو لوگوں نے جواب دیا کہ اسکے علاوہ اور کسی تمنا کا اظہار نہیں کریں گے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لیکن میری تمنا یہ ہے کہ مجھے ابو عبیدہ بن جراح معاذ بن جبل حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنھم جیسے آدمی گھر بھر مل جائیں جنہیں میں اللہ کی فرماں برداری کے لئے عامل بناتا۔

قارئین کرام یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے قرآن کریم کی اس آیت أدّو الامانات الی اھلھا کو اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں داخل کیا ہوا تھا۔ اور ہر حق دار کو اس کا حق پہنچاتے تھے۔ حضرت اسلمؓ سے روایت ہے کہ جب عام رماد ہوا (یہ مشہور قحط سالی کا نام ہے) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو ایک کام کے لئے کسی جگہ روانہ کیا۔ آپ جب وہ کام کر کے واپس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کو ایک ہزار دینار روانہ کئے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابن خطاب یہ کام میں نے آپ کے لئے نہیں کیا ہے یہ تو خدا کی رضاء کی خاطر کیا ہے۔ اس لئے میں آپ سے کچھ نہ لونگا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختلف کاموں پر روانہ کیا کرتے تھے۔ جب ہم واپس آتے تو آپ بھی ہم کو عطیات دیا کرتے جس کو ہم لینا اچھا خیال نہ کرتے تھے لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا یہ انکار اچھا نہ لگتا تھا لہذا آپ اسے قبول کریں اور اسکے ذریعہ اپنے دین اور دنیا میں مدد حاصل کریں چنانچہ اس پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قبول کر لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب شام فتح ہوا تو معاہدہ کی رو سے مسلمانوں نے شام کی عیسائی آبادی سے ٹیکس وغیرہ وصول کیا۔ لیکن اسکے تھوڑے عرصہ بعد رومی سلطنت کی طرف سے پھر جنگ کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اس پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اس وقت شام کے امیر تھے وہ تمام وصول شدہ ٹیکس یہ کہہ کر عیسائی آبادی کو واپس کر دیا کہ جب ہم جنگ کی وجہ سے تمہارے حقوق ادا نہیں کر سکتے تو ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ یہ ٹیکس اپنے پاس رکھیں۔ عیسائیوں نے یہ دیکھ کر بے اختیار مسلمانوں کو دعا دی اور کہا خدا کرے تم رومیوں پر فتح پاؤ اور پھر اس ملک کے حاکم ہو۔

چنانچہ جب مسلمانوں نے دوبارہ فتح حاصل کی تو علاقہ کی عیسائی آبادی نے بڑی خوشی منائی اور واپس شدہ ٹیکس پھر مسلمانوں کو ادا کئے۔ یہ اسی قسم کے حسن سلوک کا نتیجہ تھا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام میں تشریف لے گئے تو وہاں کے عیسائی لوگ گاتے اور بجاتے ہوئے اُن کے استقبال کے لئے نکلے اور اُن پر تلواروں کا سایہ کیا اور پھولوں کو بارش برسائی۔

قارئین کرام یہ وہ اصحاب تھے جنہوں نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زیر سایہ تربیت پائی تھی اور

آسمان کے چمکتے ہوئے ستارے بن گئے۔ ان کی اسلام سے پہلے کی زندگی اور اسلام لانے کے بعد کی زندگی میں زمین وآسمان کا فرق آگیا جس کی عکاسی حضرت مسیح موعود علی الصلوٰۃ والسلام کے اس عربی شعر سے بخوبی ہو جاتی ہے آپ فرماتے ہیں :

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً
فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيكَةِ الْعِقْيَانِ

یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تو نے انہیں گوبر کی طرح ذلیل قوم پایا تھا لیکن آپ نے اُنہیں خالص ہونے کی ڈلی کی مانند بنادیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے اسلامی جنگوں میں بھی شرکت کی بعض جنگیں آپ کی سپہ سالاری میں لڑی گئیں جن میں حضرت خالد بن ولید بھی موجود تھے اور بعض جنگیں آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپہ سالاری میں لڑیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی آپ بہت سی جنگوں میں شامل ہوئے آپ آنحضرت ﷺ کے ساتھ جنگ اُحد میں بھی شامل تھے۔ یہی وہ جانثار صحابی ہیں جنہوں نے اس جنگ میں آنحضور ﷺ کے رخساروں میں چھبی دو کڑیوں کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں سے اُن چھبی ہوئی کڑیوں کو نکال رہے تھے اس کوشش میں آپ کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔

معزز قارئین یہ وہ صحابی ہیں جو نجم امین ہو کر چمکے پس آج حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امانتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی غلامی میں ہمارے سپرد کی گئی ہیں۔ آج ہر احمدی کو امین بنتے ہوئے ان امانتوں کو ان کے حق دار تک پہنچانا ہے تا خدا تعالیٰ کے نزدیک ہم بھی صدیق اور امین قرار پائیں۔ (جاری)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

WARRAICH CALL POINT

WARRAICH CALL POINT

NATIONAL & INTERNATIONAL CALL OFFICE

Fax Facility Sending & Recieving Here

Fax open in 24 Hours.

OWNER :

MEHMOOD AHMAD NASIR

Moh. : Ahmadiyya, Qadian - 143516

Ph. : 0091 - 1872 - 72222
Fax : 0091 - 1872 - 71390
Ph. (R) : 0091 - 1872 - 70286

NAVNEET JEWELLERS

Ph. (S) 70489
(R) 70233, 70847

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All Kinds of *rings* & *"Alaisallah"* rings olso sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth

Main Bazzar Qadian

نظام خلافت کی اھمیت اور ضرورت

"و اعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء ا فالّف بين قلوبكم واصبحتم بنعمته اخوانا"

آیات کا ترجمہ :- تم سب مل کر "حبل اللہ" کو مضبوطی سے تھامے رہو اور پراگندہ مت ہو۔ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کو تم ہمیشہ یاد رکھو اور اس زمانہ کو یاد رکھو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پس اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم خدا کی اس نعمت کی وجہ سے یعنی "حبل اللہ" کی مدد سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

۲۷ مئی کا دن تاریخ احمدیت میں غیر معمولی اھمیت و عظمت کا حامل ہے۔ اسلئے کہ یہ وہ دن ہے جبکہ ایک طویل انقطاع کے بعد اسلام میں خلافة علی منہاج النبوة کا قیام عمل میں آیا اور مسلمان پھر سے ایک واجب الاطاعت امام کی قیادت میں امت واحدہ بننے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کر لی۔ الحمد للہ

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت چلی آرہی ہے کہ جب دنیا فتنہ و فساد سے بھر جاتی ہے اور انسان اپنے مقصد پیدائش کو بھول کر گناہ و عصیان، جور و ظلم کا شکار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا کی ھدایت و راہ نمائی کے لئے اپنے رسول مبعوث فرماتا ہے۔ اور یہ برگزیدہ ہستیاں اپنی دلکش تعلیمات اور اپنے اسوہ حسنہ کے ساتھ ضلالت اور گمراہی میں مبتلا قوم کو راہ راست پر لاتے ہیں اور دلائل بینہ اور براھین قاطعہ کی مدد سے تمام دنیا پر حجت عام کرتے ہیں اور بھٹکی انسانی روحوں کو روحانیت اور راستی کے بلند و بالا منازل تک پہنچاتے ہیں چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے یہ برگزیدہ بندے اپنی چند روزہ زندگی گزار کر خدا کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ اسلئے ان انبیاء کے ذریعہ قائم کردہ مشن کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ نظام خلافت جاری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت و دانائی کے ماتحت ہوتا ہے۔ چونکہ اسکے قانون طبعی کے ماتحت انسان کی عمر محدود ہے لیکن اصلاح کا کام لمبے زمانہ کی نگرانی چاہتا ہے۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے نبوت کے بعد خلافت کا نظام مقرر فرمایا ہے۔ تاکہ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ ان کے مشن کی تکمیل ممکن ہو سکے۔ اور یہ سلسلہ خلافت ہر نبی کے بعد جاری رہتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم اور تاریخی واقعات سے مستنبط ہے۔

قارئین کرام! آج سے چودہ سو سال قبل چشم فلک نے ایک ایسا محیر العقول نظارہ دیکھا جسکی مثال تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔ مطلع عالم پر آفتاب رسالت کا طلوع ہونا تھا کہ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں غرق دنیا یکدفعہ بقعہ نور بن گئی۔ باعث

تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت ظہور سے گمراہی کے خلاؤں میں بھٹکنے والی انسانیت نے فلاح کی راہ پالی۔ دین اسلام کی صورت میں فیضان الٰہی کا وہ چشمہ رواں ہوا کہ صدیوں کی پیاسی دھرتی سیراب ہوگئی اور بنجر زمین روحانیت کی سدابہار کھیتوں سے لہلہانے لگیں۔ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعاؤں نے سارے عالم عرب میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کردیا کہ صدیوں کے مردے روحانی طور پر زندہ ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ انسان کامل کی صورت میں خدا تعالیٰ کے مظہر اتم کا یہ حسین جلوہ اپنی معراج پر تھا کہ ہمارے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت آن پہنچا۔ آپکے وصال پر جان نثار صحابہ پر کیا گذری۔ اُن کی حالت غم کا اندزہ کرنا کچھ آسان بات نہیں۔ کہنے والوں نے سچ کہا کہ :

"مدینہ نبی اکرم ﷺ کے قدوم سے ماہتاب کی طرح روشن ہوگیا اور آج حضور اکرم کی وفات پر اس سے زیادہ تاریک مقام بھی ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔"

شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ ایک عرصہ سے بصارت سے محروم تھے۔ لیکن اس روز پہلی بار انہیں پتہ چلا کہ واقعی انکی آنکھوں کا نور جاتا رہا۔ کسقدر درد اور غم پنہاں ہیں ان کے اشعار میں جو انکی زبان پر جاری ہوئے۔

"کنت السواد لناظری
فعمی علیك الناظر
من شاء بعدك فلیمت
فعلیك کنتُ احاذرُ

کہ اے محمد ﷺ تو تو میری آنکھ کی پتلی تھا آج تیرے مرنے سے میری آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں۔ اب تیرے بعد مجھے کیا پرواہ۔ جو چاہے مرے مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔

یہ کربناک کیفیت صرف ایک حسان کے دل کی نہ تھی بلکہ سارے صحابہ ہی غم کے مارے دیوانے ہورہے تھے۔ ایک تو وہ غم تھا کہ وہ ماں سے بڑھ کر شفقت کرنے والے پیارے وجود سے محروم ہوگئے اور دوسرے یہ غم ان کی جانوں کو ہلکان کئے جارہا تھا کہ ہمارے اس محبوب کی مقدس امانت کا اب کون محافظ ہوگا۔ اسلام کا کیا بنے گا۔ کون اسکی آبیاری اور حفاظت کرے گا۔ ابھی تو تخم ریزی کا کام ہی ہوا ہے کون اسکو اپنے خون جگر سے سینچیگا اور کون اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا۔ یہ فکر ان کی روحوں کو گداز کررہا تھا کہ اب اسلام کا دفاع اسکی اشاعت اسکی ترقی کیوں کر ہوگی؟ اسلام کی عالمگیر فتح اور نصرت، ترقی و غلبے کے خدائی وعدے کیوں کر پورے ہوں گے۔

تاریخ اسلام کے اس سنگین ترین موڑ پر صحابہ کرام کی یہ حالت تھی کہ ان فکروں کی تاب نہ لاکر جیتے جی موت کی وادی میں اترنے والے تھے کہ صادق الوعد خدا نے اپنے محبوب کی امت کی دستگیری فرمائی۔ اور اسکے دست رحمت نے خلافت کے ذریعہ ان کے شکستہ دلوں کو تھام لیا۔ خدائے قادر کا یہ سکینت بخش ہاتھ خلافت کی شکل میں آگے بڑھا اور لرزاں و ترساں دلوں کو سکوں اور اطمینان سے بھر دیا ہر مردہ دلوں میں جان پیدا ہوگئی کہ خدائے حی و قیوم نے ایک یتیم اور جاں بلب امت کے سر پر خلافت کا تاج رکھ کر انہیں ایک راہ نما عطا کر دیا جو ان کے محبوب آقا کے قائم مقام قرار پایا۔ صحابہ کے چہرے خوشی سے تمتمانے لگے۔ جسم کو ایک سر مل گیا تھا۔

کارواں کو ایک سالار جسکے سر پر خدائی نصرت کا سہرا جگ مگا رہا تھا۔ یہ ظہور تھا قدرت ثانیہ کا۔ یہ انعام تھا خلافت راشدہ کا۔ اور یہ تکمیل تھی اس خدائی وعدہ کی جو اسلام کی سربلندی اور غلبہ کے لئے خدا تعالیٰ نے مؤمنوں سے فرمار کھا تھا۔ اس خدائی وعدہ اور اسکی پرشوکت ظہور کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے سماعت فرمائیں۔ حضور فرماتے ہیں :

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ وہ اس سنت کو ظاہر کرتا رہتا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ”کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی“ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی رحمت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اسکی تخم ریزی اپنے کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتی ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔“ (الوصیت)

اللہ تعالیٰ کی یہ زبردست قدرت یعنی قدرت ثانیہ۔ خلافت کا وہ بابرکت نظام ہے جس پر نبوت کے بعد اسلام کی ترقی کا انحصار اور اسکے غلبہ کا دارومدار ہے۔ یہی بابرکت نظام نبوت کا قائم مقام اور ہر قسم کی ترقی کا ضامن ہے۔ یہی وہ موعود آسمانی نظام ھدایت ہے جسکا آیت استخلاف میں مؤمنوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔

نظام خلافت کے بارے میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے بہت عمدہ وضاحت فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

”قرآن شریف کی تعلیم اور سلسلہ رسالت کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی رسول اور نبی کو بھیجتا ہے تو اس سے اسکی غرض یہ نہیں ہوتی کہ ایک آدمی دنیا میں آئے اور ایک آواز دے کر واپس چلا جاوے بلکہ ہر نبی اور رسول کے وقت خدا تعالیٰ کا منشا یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک تغیر اور انقلاب پیدا کرے۔ جسکے لئے ظاہری اسباب کے ماتحت ایک لمبے نظام اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور چونکہ ایک انسان کی عمر بہر حال محدود ہوتی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ نبی کے ہاتھ سے صرف تخم ریزی کا کام لیتا ہے اور اس تخم ریزی کو انجام تک پہنچانے کے لئے نبی کی وفات کے بعد اسکی جماعت میں سے قابل اور اہل لوگوں میں یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بنا کر اس کے کام کی تکمیل فرماتا ہے۔ یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتے ہیں“

(خالد مئی ۱۹۶۰)

نظام خلافت کی اہمیت اور اسکی حکمت اور برکت کے بارے

میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں۔

"خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لھذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف اور اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

قارئین کرام! قرآن مجید کی آیت استخلاف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام خلافت جو مؤمنوں کو بطور انعام عطا کیا جاتا ہے۔ ایک نہایت ہی بابرکت اور عظیم الشان نظام قیادت ہے ایمان اور عمل صالحہ کے زیور سے آراستہ جماعت مؤمنین میں یہ نظام خود خدا تعالیٰ کے ہاتھوں قائم کیا جاتا ہے خلافت نبوت کا نتیجہ ہے۔ اور اسی نور کا ظل کامل ہے۔

کنز العمال کی ایک حدیث ہے:

"مامن نبوة قط الا تبعتها خلافة"

ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوتا ہے۔

اس لحاظ سے برکات رسالت اور انوار نبوت کا پورا پورا عکس اس ماہتاب نبوت میں نظر آتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو امت محمدیہ کے ہر خوف کو امن میں تبدیل کرتا ہے۔ دنیا میں خدائے واحد یگانہ کی عبادت کو اس شان سے قائم کرتا ہے کہ مشرکانہ زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو جماعت مؤمنین کے ایمان اور عمل صالحہ کی سند بن کر ان کو یکجہتی اور اتحاد کا درس دیتی ہے۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ساری امت کو وحدت اور الفت کی لڑی میں پرو کر بنیان مرصوص بنا دیتی ہے۔

آخری زمانہ میں خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۰۰ سال قبل خبر دے چکے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"تكون النبوة فيكم ماشاء الله أن تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ماشاء الله أن تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون ملكاً عاضًا. فتكون ماشاء الله أن تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون ملكاً جبريةً فيكون ماشاء الله ان يكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم سكت"

(مسند احمد)

ترجمہ:- کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اسکو اٹھالے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا پھر اسکی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے جب یہ دور ختم ہوگا تو اسکی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کردے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر حضور خاموش ہوگئے۔

یہ عظیم الشان حدیث جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ببانگ دُہل اعلان کرتی ہے وہاں تمام مسلمانان عالم کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ اس حدیث میں بیان کردہ تمام باتیں علی الترتیب پوری ہوئیں تو پھر آخری حصہ یعنی

خلافت علیٰ منہاج النبوت کا وعدہ کیوں نہ پورا ہوا؟ انسان کی عقل ورطہ حیرت میں ڈوب جاتی ہے کہ کسقدر وضاحت کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی۔

"خلافت علی منہاج النبوت" کے بعد حضور کا خاموش ہونا بتاتا ہے کہ وہ ایک نیا دور کا آغاز ہوگا۔ ایک عظیم الشان یونیورسل انقلاب کی تاسیس کی جائے گی ایک نیا آسمان زمین قائم کی جائیں گی۔

جماعت مؤمنین میں یہ نظام خود خدا تعالیٰ کے ھاتھوں قائم کیا جاتا ہے خلافت نبوت کا نتیجہ ہے۔ اسی نور کا ظل کامل ہے۔ اس لحاظ سے برکات رسالت اور انوار نبوت کا پورا پورا عکس اس ماہتاب نبوت میں نظر آتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو امت مسلمہ کے ہر خوف کو امن میں تبدیل کرتا ہے۔ دنیا میں خدائے واحد ویگانہ کی عبادت کو اس شان سے قائم کرتا ہے کہ مشرکانہ زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو جماعت مؤمنین کے ایمان اور عمل صالح کی سند بن کر انکو یکجہتی اور اتحاد کا درس دیتی ہے۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ساری امت کو وحدت اور الفت کی لڑی میں پرو کر بنیان مرصوص بنا دیتی ہے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں صحیح اسلامی خلافت کا نظام یعنی خلافت راشدہ قائم رہی اسلام کو ترقی و غلبہ نصیب ہوا۔ اور جب مسلمان اپنی بد عملی کی پاداش میں اس خدائی انعام سے محروم ہوئے تو اُس کے ساتھ ہی انکی کامیابیوں اور کامرانیوں کا سورج بھی ڈھل گیا۔ تاریخ اسلام سے اس المناک سبق کو ہم فراموش نہیں کرسکتے۔

قارئین کرام! خلافت راشدہ سے محرومی کے بعد مسلمانوں کی کسمپرسی کی یہ طویل رات کم وبیش ایک ہزار سال تک جاری رہی۔ اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق "فیج اعوج" کے اس زمانہ میں اسلام کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی۔ ایمان ثریا پر جا پہنچا۔ اور کیفیت یہ ہوگئی :

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

بالآخر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اس دین آخرین میں ایک آسمانی مصلح کے ذریعہ احیاء اسلام کی بنیاد رکھی۔ سیدنا حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے روحانی بعثت ثانیہ کے طور پر مبعوث فرمایا۔ اور امام مہدی اور مسیح موعود کا بلند منصب عطا فرمایا۔ آپ کی آمد کا مقصد "یحی الدین ویقیم الشریعۃ" کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

عالمگیر جماعت احمدیہ اس بات کی گواہ ہیں کہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کے مقدس ھاتھوں سے رکھی گئی اور آپ نے اپنی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ اس مقصد کی خاطر قربان کر دیا اور خدا تعالیٰ کے اس پہلوان "جری اللہ فی حلل الانبیاء" نے اسلام کی مدافعت اسکی سر بلندی اور ترقی کے لئے ایسی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں کہ اشد ترین مخالفین نے بھی اس کا برملا اعتراف کیا۔ آپ کو اسلام کا فتح نصیب جرنیل قرار دیا۔ اور اقرار کیا کہ آپ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے نہایت مستحکم بنیادیں استوار کردی ہیں۔

بالآخر آپ کی زندگی میں بھی وہ دن آگیا جو ہر فانی انسان کی زندگی میں آیا کرتا ہے لیکن آپ نے اپنے وصال سے پہلے یہ

بشارت دی کہ خدائے قادر و توانا آپ کے ذریعہ سے جاری ہونے والے مشن کو ہر گز نا تمام نہیں چھوڑے گا اور غلبہ اسلام کی آسمانی مہم خلافت کے زیر سایہ پھولتی پھلتی اور پروان چھڑتی رہے گی آپ علیہ السلام نے فرمایا :

”یقیناً سمجھو! کہ یہ خدا کا ھاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ خدا اسکو ہر گز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہو گا جب تک کہ اسکو کمال تک نہ پہنچادے اور وہ اسکی آپ پاشی کرے گا اور اسکے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ (انجام آتھم)

اسلام کے عالمگیر غلبہ کو یقینی بنانے کے لئے اپنے بعد جاری ہونے والے نظام خلافت کو قدرت ثانیہ سے تعبیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت آنہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں سکھائے گا جسکا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کا آخری دن ہیں بہت بلائیں ہیں جنکے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جنکی خدا نے خبر دی میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“ (الوصیت)

سامعین! ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا دن وہ تاریخی دن ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کے ھاتھوں قائم ہونے والی جماعت احمدیہ کو خلافت کے انعام سے نوازا اور انہیں وہ وسیلہ اور فتح و ظفر کی کلید عطا فرمائی جسکے ساتھ اسلام کی ترقی اور غلبہ وابستہ ہے۔ آج اس انعام الٰہی پر ۹۲ سال کا عرصہ پورا ہو رہا ہے۔ اور ان ۹۲ سالوں کا ایک ایک دن اس بات پر گواہ ہے کہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ خلافت ہے۔ اور اسکے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو وہ عظمت اور تمکنت اور وہ عالمگیر ترقی عطا فرمائی ہے جو ایک جاری و ساری زندہ و تابندہ معجزہ ہے۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود فرماتے ہیں :

”اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ اسلام نے خلفاء کے ذریعہ ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔ (درس القرآن ۷۲)

تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۷۳ : میں خلافت کی ضرورت کے بارے میں یہ اشعار درج ہیں :

عجبت لما يخوض الناس فيه
يرومون الخلافة ان تزول
ولو زالت لزال الخيرعنهم
ولاقوا بعدها ذلاً ذليلاً
وكانوا كاليهود والنصارى
سواء كلهم ضلوا السبيل

"مجھے اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ لوگ خلافت کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر خلافت مٹ گئی تو ہر قسم کی خیر و برکت ختم ہو جائیں گی۔ اسکے بعد ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور مسلمان یھود و نصاریٰ کی طرح سب کے سب راہ راست سے بھٹک جائیں گے۔

(تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ: ۷۳)

قارئین! اللہ تعالیٰ کا ہم پر بڑا فضل اور احسان ہے کہ ہمیں خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے۔ اور خلافت کے زیر سایہ جماعت ساری دنیا میں پیاسی روحوں کی سیرابی کا باعث بن رہی ہے۔

اب آیئے ذرا ان بد نصیب مسلمان لیڈروں کا واویلا سنتے ہیں جو خلافت کی نعمت سے محروم ہیں۔ اور بے اختیار اپنی فطرت کی آواز کو ظاہر کرنے پر مجبور ہیں۔

فروری ۱۹۷۴ء میں لاہور میں مسلم سربراہان کی کانفرنس کے موقعہ پر مولانا عبدالماجد دریابادی "خلافت کے بغیر اندھیرا" کے عنوان سے لکھا:

"اتنے تفرق و تشتت کے باوجود کبھی بھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رخ کسطرف ہے؟ مصر کدھر اور حجاز اور یمن کی منزل کونسی ہے اور لیبیا کی کونسی؟ ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں آج مملکت اسلامیہ کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی۔ ایک اسرائیل کے مقابل پر سب کی الگ الگ فوجیں کیوں لانا پڑتیں۔ ترک اور دوسرے فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں۔ خلافت کو چھوڑ کر جوافسوں شیطان نے کان میں بھونک دیا وہ دماغوں سے نہیں نکالتے۔ (صدق جدید ۱ مارچ ۷۴)

پھر اسی طرح پاکستان کا ایک ریٹائرڈ جج اے آر. چنگیز بعنوان "ایک ریٹائرڈ جج ملزم کے کٹھرے میں" لکھتے ہیں:

"تم نے پاکستان کے قیام کے جدوجہد کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ پاکستان میں تم اپنی زندگی قرآن و سنت کے مطابق گذارو گے اور خلافت قائم کرو گے۔ مگر پاکستان کے بنتے ہی تم نے اس عہد کو فراموش کر دیا اور آج تک نظام خلافت قائم نہیں کیا" (نوائے وقت ۳۰ اکتوبر ۷۷)

ان بد نصیبوں کو کیسے سمجھائیں کہ خلفاء کا تقرر خدا تعالیٰ نے اپنے ھاتھ میں رکھا ہے۔ اور اُن لوگوں کے لئے رکھا ہے جو آمنوا و عملوالصالحات کے مصداق ہیں۔ ذلک فضل الله يؤتيه من يشاء.

الغرض آج اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو یہ عظیم سعادت بخشی ہے کہ ان میں خلافت کا روحانی نظام قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے۔

اعلان

☆- مشکوۃ کے آئندہ شمارہ میں "داغ ہجرت اور دور درویشی" کے عنوان سے ایک مفصل مضمون قارئین مطالعہ کر سکیں گے۔ محترم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی دانش درویش سابق نائب ناظر دعوت و تبلیغ کے قلم سے۔ (ایڈیٹر)

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے

قارئین کرام! اس شمارہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے تعارف کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے امید کی جاتی ہے کہ احباب اس سے مستفید ہونگے۔

قسط نمبر- 1 ......﴿عطاء الٰہی احسن غوری﴾......

براہین احمدیہ
جلد اوّل

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی تصنیف تھی جو کہ آپ نے خاص تائید الٰہی سے تالیف فرمائی اور ۱۸۸۰ء میں شائع فرمائی۔ اس زمانہ میں اسلام کے مخالفوں کا بہت زور تھا اور ہر طرف سے اسلام پر تابڑ توڑ حملے ہو رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل ماہئ بے آب کی طرح تڑپتا اور آپ خدا کے حضور دعائیں کرتے اور گریہ وزاری کرتے تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ توفیق دی کہ آپ نے اس عظیم کتاب کے ذریعہ تمام عقائد باطلہ کا رد فرما کر قرآن مجید اور رسول اللہ کے صدق کو ظاہر فرمایا۔

مالی امداد کے لئے التماس

جس وقت حضور کی یہ تالیف شائع ہونی تھی اس وقت آپ کے مالی حالات بہت کمزور تھے اور اس کی طباعت کے لئے روپیہ نہ تھا۔ آپ نے اس کتاب کی ابتداء میں ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں آپ کی اعانت کی تھی اور ان کی فہرست بھی شائع کی۔ اور آپ نے ساتھ ہی امرائے کرام سے مالی امداد کی درخواست بھی کی چنانچہ آپ لکھتے ہیں :-

"اب میں اس جگہ خدمت عالی دیگر اور اکابر کے بھی کہ جن کو اب تک اس کتاب سے کچھ اطلاع نہیں اس قدر گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اشاعت اس کتاب کی غرض سے کچھ مدد فرماوینگے تو انکی ادنیٰ توجہ سے پھیلنا اور شائع ہونا اس کتاب کا جو دلی مقصد اور قلبی تمنا ہے نہایت آسانی سے ظہور میں آجائیگا۔" (صفحہ ۷ جلد اوّل)

کتاب کی ضرورت

آپ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ اب تک اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے اور اعتراضات کے جواب دینے کیلئے جو کتب شائع ہو چکی ہیں ان کی موجودگی میں اس کتاب کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب آپ اس طرح دیتے ہیں کہ :-

(۱) اب تک جو کتب چھپی ہیں وہ خاص خاص فرقوں کے لئے لکھی گئی ہیں مگر یہ کتاب تمام فرقوں کے مقابل پر اسلام کی حقانیت ثابت کرتی ہے۔

(۲) عام مباحثات میں اکثر الزامی جوابات سے کام نکالا جاتا ہے۔ اور دلائل معقولہ کی طرف بہت کم دھیان دیا جاتا ہے۔

لیکن اس کتاب میں بجائے الزامی جوابات سے کام نکالنے کے ٹھوس دلائل سے کام لیا گیا ہے اور اسلام کی حقانیت کو پورے طور پر تمام ادیان پر ثابت کر کے دکھلایا گیا ہے۔

(۳) اس کے علاوہ اس کتاب میں ایک اور خوبی ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

" دوسری اس کتاب میں یہ بھی خوبی ہے جو اس میں معاندین کے بیجا عذرات رفع کرنے کے لئے اور اپنی حجت ان پر پوری کرنے کیلئے خوب بندوبست کیا گیا ہے۔ یعنی ایک اشتہار تعدادی دس ہزار روپیہ کا اسی غرض سے اس میں داخل کیا گیا ہے کہ تا منکرین کو کوئی عذر اور حیلہ باقی نہ رہے۔" (صفحہ ۱۰)

اشتہار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی میرے دلائل کا خمس حصہ ہی توڑ دے تو اسے دس ہزار روپیہ دیا جائیگا۔ مگر اس کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ دلائل اس کی اپنی الہامی کتاب میں سے ہوں اور مجموعی طور پر دلائل کا خمس نہیں بلکہ ہر صنف کے دلائل کا خمس مراد ہے۔ اور دلائل کی دو صنف ہیں۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں :-

اول وہ دلائل جو اس پاک کتاب اور آنحضرتؐ کی صداقت پر اندرونی اور ذاتی شہادتیں ہیں یعنی ایسی دلائل جو اس مقدس کتاب کے کمالات ذاتیہ اور خود آنحضرت کی ہی خصال قدسیہ اور اخلاقِ مرضیہ اور صفات کاملہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ دوسری وہ دلائل جو بیرونی طور پر قرآن شریف اور آنحضرت کی سچائی پر شواہد قاطعہ ہیں یعنی ایسی دلائل جو خارج واقعات اور حادثات متواترہ مثبتہ سے لی گئی ہیں۔

(صفحہ ۳۳)

پھر ان کی آگے دو قسمیں ہیں :-

(۱) دلیل بسیط (۲) دلیل مرکب

دلیل بسیط :-

یہ دلیل فی ذاتہٖ کسی اور امر کے الحاق کی محتاج نہیں ہوتی۔

دلیل مرکب :- یہ دلیل مختلف جزئیات کا مرکب ہوتی ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ مجموعی طور پر عالی ہو اور اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور قرآن کی سچائی ثابت ہو۔ مگر الگ الگ اجزاء کو وہ مرتبہ برہانیت کا حاصل نہ ہو۔ جیسا کہ قرآن کریم کی حقانیت کی مرکب دلیل ہے کہ وہ :-

(۱) خدا کے موجود ہونے پر

(۲) توحید پر

(۳) الہام کی ضرورت پر مکمل روشنی ڈالتا ہے۔

(۴) اور باطل کا بطلان

(۵) حق کے استحقاق سے قاصر نہیں ہے۔

(۶) دنیا کے ہر فاسد عقیدہ اور ہر نوع کے اعتراض کو دور کرتا ہے اور براہین قاطعہ سے مٹا دیتا ہے۔

(۷) اور یہ باتیں پہلے کہیں درج نہیں تھیں۔

(۸) اور نہ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کی صحبت میں بیٹھے جو منطقی ہو یا فلسفی ہو پس یہ بجز کلام الٰہی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ مجموعی طور پر یہ دلیل مرکب ہے۔ اور یہ سب اس کے اجزاء ہیں۔

جلد دوم

عرضِ ضروری بحالتِ مجبوری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب کے شروع

میں دوبارہ رؤسا اور امراء کی خدمت میں یہ درخواست کی ہے کہ وہ براہینِ احمدیہ کی اشاعت کے لئے اپنی اعانت بھیجیں اور دین کی خدمت اور تائید کے لئے ان کے جوش کو ابھارا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں ہر کام تعاون سے ہی ہوتا ہے یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی من انصاری الی اللہ کہنا پڑا۔ اور قرآن مجید نے بھی اس قانون قدرت کا حکم فرمایا :-

تعاونوا علی البر والتقویٰ

آپ فرماتے ہیں کہ ہم پہلے حصہ کی 150 کی جلدیں امراء کو بھیجیں اور یہ امید کی گئی تھی کہ اس کتاب کی قیمت جو ادنیٰ ہے پیشگی بھیج دینگے۔ اور 150 خطوط لکھے۔ نہ ہی خطوط کا جواب آیا اور نہ ہی کتب واپس آئیں۔ بعض لوگوں نے تو یہاں تک بدگوئی کی کہ پہلے جو کتابیں طبع ہو چکی ہیں کیا وہ کافی نہیں۔ پس حضور جیسا کہ پہلے ہی اس کا جواب دے چکے تھے آپ نے دوبارہ اس کا جواب دیا اور فرمایا کہ اسلام کی کشتی کو اگر ڈوبنے سے بچانا ہے تو اس طرح بخل سے کام مت لو۔ اس وقت تک پانچ لاکھ عیسائی ہو چکے ہیں اور ان کا کام زور و شور سے جاری ہے اور ہماری طرف سے دفاع میں کچھ نہیں ہے۔ پس یہ کتاب جس میں 300 دلائل قاطعہ اور براہین نیرہ درج کئے گئے ہیں کا چھپنا اور شائع ہونا نہایت ضروری ہے۔ اور ہم خدا پر ہی بھروسہ کرتے ہیں جو اپنے دین اور اپنی وحدانیت اور اپنے بندہ کی حمایت کے لئے آپ مدد کریگا۔

مقدمہ

اوّل :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس تصنیف سے ہمارا مقصد کسی قسم کا جھگڑا اٹھانا نہیں ہے بلکہ (اصل تحریر) :- کامل تحقیقات اور باستیفاء بیان کرنا جمیع اصول حقہ اور ادلہ کاملہ کا اسی پر موقوف ہے کہ ان سب ارباب مذاہب کا جو برخلاف اصول حقہ کے رائے اور خیال رکھتے ہیں غلطی پر ہونا دکھلایا جائے۔ (صفحہ 71)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں انسان اپنی نجات کے لئے بعض دلائل عقلیہ کا محتاج ہے۔ اور پھر ضروری ہے کہ وہ دلائل دلائل عقلیہ سے ثابت ہوں پس یہ عقائد صحیحہ کا کہاں سے علم ہو؟ اس کے جواب میں حضور فرماتے ہیں کہ ان عقائد حقہ کا علم صرف قرآن سے ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض لوگ الہام کے قائل نہیں۔ اور وہ دلائل حقہ کی تلاش کا انحصار عقل پر رکھتے ہیں۔ مگر عقل اس معیار تک پہنچا سکتی ہے کہ یہ چیز ہونی چاہئے مگر ہے کے یقین تک نہیں پہنچاتی کہ واقعی وہ چیز ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ایک رفیق کا ہونا ضروری ہے جو اسے یقین کے مرتبہ تک پہنچائے۔

(۱) اگر حکم محسوسات یا مشاہدات کا ہو تو عقل کا رفیق آنکھ کان وغیرہ ہونگے۔

(۲) اگر حکم حوادث جو مختلف ازمنہ اور امکنہ میں صدور پاویں تو عقل کا رفیق اخبار، تواریخ، خطوط، مراسلات ہونگے۔

(۳) اگر حکم اس کے متعلق ہو جسے ہم نہ آنکھ سے دیکھ سکتے ہوں اور نہ ہی چھو سکتے ہوں اور نہ ہی تواریخ سے دریافت ہوں تو عقل کا تیسرا رفیق بنتا ہے جسے ہم الہام کہتے ہیں۔

اور قرآن شریف میں :-

(۱) عقل اور (۲) الہام کی دو بزرگ نہریں ہیں جو ہر واقعہ اور بات کو یقین حق پر پہنچاتی ہیں۔

عقل کہتی ہے کہ ایسا ہونا چاہئے تھا اور الہام تصدیق کرتا ہے کہ ایسا ہی ہے۔ (جاری ہے)

محترم مولانا عبدالرحیم صاحب نواحمدی (فاضل دیوبند) کی
المناک شہادت
انا للہ وانا الیہ راجعون

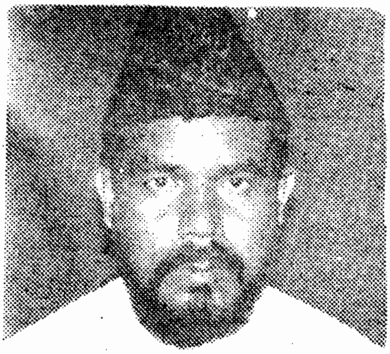

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

افسوس محترم مولانا عبدالرحیم صاحب نواحمدی (فاضل دیوبند) کو 15 اپریل 2000 بمطابق 9 محرم 1421 ہجری کو لدھیانہ کے شرپسند احراری ملاؤں اور ان کے چیلے چانٹوں نے لدھیانہ میں واقع جامع مسجد فیلڈ گنج میں نہایت بے دردی اور سفاکانہ طریق پر مارا جس کی تاب نہ لاکر آپ شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر قریباً چالیس سال تھی۔

اس المناک واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ لدھیانہ میں مقیم ہماری جماعت کے ایک معلم مکرم نصر الحق صاحب جو کچھ دنوں سے لاپتہ تھے کو ڈھونڈنے کیلئے مکرم مولوی سید صباح الدین صاحب مکرم عبد اللہ جلال الدین صاحب مکرم عبد الرحیم صاحب شہید مرحوم مکرم نصیر احمد صاحب بھٹی ان کے بیٹے عزیزم خورشید احمد اور نواحمدی بشیر احمد و منگا خان اور ڈرائیور محمد سلیم صاحب پر مشتمل وفد نے آپسی مشورہ سے دو افراد مکرم سید صباح الدین صاحب اور مکرم عبد اللہ جلال الدین صاحب کو فیلڈ گنج لدھیانہ میں موجود احراریوں کی جامع مسجد میں بھیجا تاکہ وہ جامع مسجد میں مقیم مکرم نصر الحق صاحب معلم لدھیانہ کے ایک دوست رضوان بجنوری سے ان کے متعلق پوچھ کر آئیں مذکورہ ہر دو افراد جب جامع مسجد پہنچے تو مسجد کے گیٹ پر انہیں امام مسجد حبیب الرحمٰن احراری کا بیٹا عثمان خان ملا۔ عثمان خان سے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ رضوان بجنوری کہیں گئے ہوئے ہیں یہاں موجود نہیں ہیں اس پر ہر دو حضرات مسجد سے واپس ہوگئے۔ تھوڑی دور پہنچنے پر مسجد سے ایک شخص جس کا نام متین ہے ان کے پیچھے سکوٹر پر آیا اور اس نے کہا کہ رضوان بجنوری مسجد کے اندر ہی ہیں آکر مل لیں جس پر یہ دونوں دوبارہ مسجد میں گئے مسجد کے گیٹ پر پہنچتے ہی دونوں کو کچھ افراد نے جن میں مستقیم عثمان خان اور ننھا کا نام شامل ہے ان دونوں کو مسجد کے کمرہ میں لے گئے جہاں شاہی

امام حبیب الرحمٰن پہلے ہی کمرہ میں بیٹھا تھا۔ مولوی حبیب الرحمٰن نے کہا کہ آج قادیانی کافر پکڑے گئے ہیں ان کو مزہ چکھا دو جس پر مذکورہ افراد نے ان دونوں کو مسجد کے اوپر کے ایک کمرہ میں لے جاکر دونوں کے بازو پیچھے کر کے رسی سے باندھ دئے اور عثمان خان مولوی حبیب الرحمٰن مستقیم نھا منور علی انعام الحق عید محمد کریم وغیرہ نے انہیں بے رحمی سے مارنا پیٹنا شروع کر دیا مستقیم نامی شخص نے عبد اللہ جلال الدین صاحب کی جیب سے 300روپے ایک پین ایک گھڑی اور شناختی کارڈ نکال لیا اور لاٹھیوں مکوں اور ٹھڈوں سے ان کے جسم پر وار کرتے رہے۔

کافی عرصہ گذرنے کے بعد جب یہ دونوں حضرات واپس نہیں آئے تو باقی افراد قافلہ بھی گاڑی پر انہیں تلاش کرنے کیلئے نکلے اور جگراؤں پل کے پاس گاڑی کھڑی کر کے بشیر احمد اور محمد سلیم ڈرائیور کو ان کے بارے معلوم کرنے کیلئے مسجد بھجوایا جب بشیر احمد اور محمد سلیم مسجد میں آئے تو ان دونوں کو بھی کمرے میں لے جاکر ہاتھ باندھ کر مارنا پیٹنا شروع کر دیا اور دریافت کیا کہ پیچھے اور کون کون ہے جب محمد سلیم ڈرائیور نے ان کو بتایا کہ ہماری گاڑی ارمدا اور چار اور ساتھی جگراؤں پل کے قریب ہیں تو پھر عثمان خان اور ایک سکھ نوجوان جس کے پاس اسلحہ تھا گاڑی لینے کیلئے چلے گئے چنانچہ اسلحہ کی نوک پر مکرم عبدالرحیم صاحب نصیر بھٹی صاحب خورشید احمد اور منگا خان کو مولوی حبیب الرحمٰن کا بیٹا عثمان خان اور ایک سکھ نوجوان مسجد میں لے آئے اور مکرم عبدالرحیم صاحب کو باقی ساتھیوں کے ساتھ رسیوں سے باندھ کر نھا اور عثمان خان اور سکھ نوجوان نے پیٹنا شروع کر دیا نھا نامی شخص نے اپنے ہاتھ کے ڈنڈے سے مکرم مولانا عبدالرحیم صاحب کے ماتھے پر وار کیا جس سے آپ بے ہوش ہوگئے امام مسجد کے بیٹے عثمان خان نے مکرم عبدالرحیم صاحب کے پیٹ اور ٹانگوں اور پسلیوں پر لاٹھیوں سے وار کئے اور ساتھ ساتھ دوسرے ساتھیوں کو بھی مارتے پیٹتے رہے اسی اثناء میں نصیر بھٹی صاحب کسی طرح مسجد کے گیٹ سے باہر کی طرف بھاگے اور پولیس کو مطلع کیا چنانچہ پولیس پارٹی نے موقعہ پر پہنچ کر ان غنڈوں کے قبضہ سے ان سب کو چھڑا لیا مکرم عبدالرحیم صاحب چونکہ بے ہوشی کی حالت مین تھے انہیں ہسپتال میں داخل کرنے کے لئے بھیجا گیا اسی طرح باقی افراد کو بھی سول ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ زخموں کی تاب نہ لاکر محترم مولانا عبدالرحیم صاحب نے جام شہادت نوش کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور شہید مرحوم کی نعش پوسٹ مارٹم کے بعد 16.4.2000 کو شام ساڑھے چھ بجے ایمبولینس کے ذریعہ قادیان لائی گئی اور لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں رکھی گئی جہاں پر منتظر کھڑے سینکڑوں غمزدہ افراد نے آپ کا آخری دیدار کیا 8.00 بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے احمدیہ گراؤنڈ میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں تمام اہالیان قادیان نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ ہمارا یہ بھائی بہت بعد میں ہم میں آیا اور مقام و درجات کے لحاظ سے بہت آگے نکل گیا دعا کرنی چاہئے کہ جب کبھی ایسا موقع آئے تو خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو استقامت عطا فرمائے اور تائید و نصرت فرمائے اور ہمارے غمزدہ دلوں کو سکینت عطا فرمائے۔ قبر میں نعش اتارنے کیلئے محترم امیر صاحب نے شہید مرحوم کے قریبی ساتھیوں مکرم گیانی تنویر احمد صاحب خادم۔ مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب مکرم مولوی زین

الدین صاحب حامد کو مقرر فرمایا اور نہایت درد بھرے اور غمزدہ دل کے ساتھ اپنے اس شہید مرحوم بھائی کو قبرستان میں سپرد خاک کردیا۔ تدفین کے بعد محترم امیر صاحب نے دعا کروائی اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات فرمائے اور آپ کے جملہ پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مورخہ 21.4.2000 کے خطبہ جمعہ میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان نے آپ کے ذکر خیر اور ایمان افروز واقعات بیان فرماتے ہوئے احباب کو صبر و تحمل اور دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔

باقی افراد بھی زیر علاج ہیں اللہ تعالیٰ سب کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور ان کے زخموں کو مندمل فرمائے اور ان کی قربانی قبول فرماتے ہوئے اپنے افضال و برکات سے نوازے۔ آمین۔

مختصر حالات زندگی

مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب شہید مرحوم چھوٹا کدمہ ضلع صاحب گنج بہار کے رہنے والے تھے آپ کے والد کا نام عبدالبصیر صاحب تھا آپ نے 1980 میں الٰہ آباد بورڈ سے عربی ادب میں فضیلت کی سند حاصل کی اور 1981 میں دارالعلوم مؤ سے دورحدیث مکمل کیا پھر دارالعلوم دیوبند سے سند فضیلت حاصل کی اور اس کے بعد صوبہ بنگال کے مختلف مدارس میں بطور مدرس کام کرتے رہے 1990 سے 1995ء تک بطور ہیڈ مدرس و شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز رہے بعد ازاں جماعت اسلامی کے ادارہ اشاعت اسلام مالیر کوٹلہ پنجاب کی جانب سے صوبہ پنجاب ہماچل اور ہریانہ کے انچارج منتخب ہوئے اس عہدہ پر آپنے قریباً دو سال کام کیا اس اثناء میں مولوی صاحب موصوف نے ڈٹ کر احمدیت کی مخالفت بھی کی اور احمدی مبلغین سے بحث مباحثے بھی کرتے رہے۔ جون 1998 میں پہلی مرتبہ تحقیق حق کی غرض سے قادیان تشریف لائے اپنے طور پر جائزلیا اور کچھ لٹریچر ساتھ لے گئے مطالعہ وغیرہ کے بعد نومبر 1998 میں دوبارہ قادیان تشریف لائے اور خاکسار کے ذریعہ بیعت کر کے باقاعدہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئے مولوی صاحب موصوف نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کا بڑی گہرائی سے وسیع مطالعہ کیا حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت 1998 کے جلسہ سالانہ قادیان۔ کے موقعہ پر آپ کا ذکر خیر بھی فرمایا بیعت کرنے کے بعد آپ نے سلسلہ احمدیہ کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کردی چنانچہ آپ کو نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے نگران پنجاب و ہماچل کے ساتھ پنجاب و ہماچل کے تبلیغی و تربیتی امور کی انجام دہی کے لئے لگایا گیا چنانچہ آخر دم تک موصوف تبلیغی مہمات میں سرگرم رہے اور تبلیغ کرتے کرتے ہی جام شہادت نوش کیا آپ کے ذریعہ ڈیڑھ سال کے مختصر سے عرصہ میں صوبہ پنجاب ہماچل میں سینکڑوں افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ چنانچہ اس تبلیغی دورہ میں بھی آپ کے ذریعہ 450 بیعتیں ہوئیں جس کی خبر وفات سے چند گھنٹے قبل موصوف نے فون پر دی۔ آج کل تبلیغ کے علاوہ عارضی طور پر مدرسۃ المعلمین قادیان میں بطور مدرس بھی خدمت بجالا رہے تھے اس کے علاوہ انتظامیہ کی طرف سے جو بھی ڈیوٹی آپ کے سپرد کی جاتی نہایت محنت و لگن اور خوشی سے سرانجام دیتے۔ (تنویر احمد خادم نگران دعوۃ الی اللہ پنجاب و ہماچل)

وہ تم کو حُسینؓ بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں

﴿منظوم کلام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ﴾

دُشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو | یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو
یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے | اس راہ میں جان کی کیا پروا جاتی ہے اگر تو جانے دو

تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطراتِ محبت ٹپکیں گے | بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو
صادق ہے اگر تو صدق دکھا قربانی کر ہر خواہش کی | ہیں جنسِ وفا کے ماپنے کے دُنیا میں یہی پیمانے دو

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کُندن بن کے نکلتا ہے | پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو
عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں | مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

وہ اپنا سر ہی پھوڑے گا وہ اپنا خون ہی پیئے گا | دشمن حق کے پہاڑ سے گر ٹکراتا ہے ٹکرانے دو
یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائینگے رشکِ چمن اس دن | ہے قادرِ مطلق یار مرا، تم میرے یار کو آنے دو

جو سچے مؤمن بن جاتے ہیں موت بھی اُن سے ڈرتی ہے | تم سچے مؤمن بن جاؤ اور خوف کو پاس نہ آنے دو
یا صدقِ محمدؐ عربی ہے یا احمد ہندی کی ہے وفا | باقی تو پُرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو۲

وہ تم کو حُسینؓ بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں | یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو
میخانہ وہی ساقی بھی وہی پھر اسمیں کہاں غیرت کا محل | ہے دشمن خود بھینگا جس کو آتے ہیں نظر خُمخانے دو۲

محمود اگر منزل ہے کٹھن تو راہ نما بھی کامل ہے
تم اس پہ توکل کر کے چلو، آفات کا خیال ہی جانے دو

(کلام محمود)

اخبار مجالس

یادگیر میں جلسہ "یوم مسیح موعود"

مورخہ ۲۳/اپریل ۲۰۰۰ء مسجد احمدیہ یادگیر میں زیر صدارت مکرم عبدالسلیم صاحب سگری امیر جماعت منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اس کے بعد عزیزم محمود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کے منظوم کلام سے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم رحمت اللہ صاحب نے سیرت مسیح موعودؑ پر کی دوسری تقریر حضرت مسیح موعود کا آنحضرت ﷺ سے عشق کے موضوع پر مولوی لیاز رشید صاحب نے کی اور آخری تقریر محترم مولوی مصلح الدین سعدی مبلغ یادگیر نے بیعت کی غرض وغایت کے تعلق سے بیان کی۔ بالآخر صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ تمام حاضرین کی ٹھنڈے مشروب سے تواضع کی گئی۔

(وقار عمل) یادگیر

مورخہ ۲۳/اپریل ۲۰۰۰ء کو مکرم قائد صاحب کی قیادت میں ایک عظیم الشان وقار عمل منعقد ہوا۔ جس میں مسجد احمدیہ اور احاطہ مسجد کی صفائی کی گئی مسجد کو پانی سے صاف کیا گیا۔ اسی طرح مسجد سے ملحق پانی کے حوض کی بھی صفائی کی گئی اسی طرح مسجد کے ساتھ میدان کی صفائی کی گئی اور درختوں کو ٹھیک کیا گیا۔ اس وقار عمل میں ۹۰ فیصد خدام نے اور کثیر تعداد میں اطفال نے شرکت کی۔

۱۱رواں سالانہ ٹورنامنٹ مدرسہ احمدیہ،

۲۸، ۲۹، ۳۰/مارچ ۲۰۰۰ء

افتتاحی تقریب:- ۲۸/مارچ ۲۰۰۰ء بروز منگل صبح ٹھیک ۹ بجے اس افتتاحی تقریب کا آغاز زیر صدارت محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری، ناظر دعوۃ و تبلیغ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن عزیز احمد خیر متعلم جونیئر مہدہ نے کی اور آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ عزیز اسد اللہ متعلم فصل ثالث نے پیش کیا۔ اس کے بعد محترم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے ٹورنامنٹ کے اغراض و مقاصد اور اسکی اسلامی نقطۂ نظر سے اہمیت و ضرورت بیان کی اور صحت روحانی اور صحت جسمانی پر یکساں توجہ دینے کی طلبہ کو تلقین کی۔ آپ کے خطاب کے بعد عزیز تنویر احمد ناصر متعلم درجہ ثانیہ نے کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز "وقت کم ہے بہت ہے کام چلو" یہ نظم اپنے دل نشین انداز میں پیش کی۔ نظم کے بعد صدر مجلس نے اپنے خطاب میں مدرسہ احمدیہ کی عظمت بیان کی اور قرآن و حدیث کی روشنی میں انبیاء کرام و خلفاء کرام کی مثالیں دے کر طلبہ کو جسمانی ذہنی و علمی صلاحیتوں کی نشو نما کرنے کے متعلق مختصر و جامع نصائح کیں۔ اور آخر میں آپ نے دعا کروائی کہ اللہ تعالیٰ اس ٹورنامنٹ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے (آمین)۔ دعا کے ساتھ ہی ٹورنامنٹ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے جن میں سے آخری دن ۳۰/مارچ کی چند جھلکیاں کھیل کے میدان سے پیش خدمت ہیں:

نیشنل کبڈی فائنل :۔ نیشنل کبڈی کا فائنل مقابلہ یہاں احمدیہ گراؤنڈ میں ٹھیک ساڑھے بارہ بجے منعقد ہوا۔ یہ مقابلہ ذہانت گروپ اور کرامت گروپ کے درمیان کھیلا گیا۔ اس سنسنی خیز مقابلہ میں کرامت گروپ نے ذہانت گروپ کو شکست دے دی اور فائنل مقابلہ جیت لیا۔

کرکٹ فائنل :۔ دوپہر ٹھیک تین بجے احمدیہ گراؤنڈ میں کرکٹ کا فائنل مقابلہ کھیلا گیا جو دیانت گروپ بمقابلہ کرامت گروپ ہوا۔ اس مقابلہ میں کرامت گروپ نے بآسانی فتح حاصل کرلی۔ اس میچ کے لئے خصوصی طور پر کامنٹری کا انتظام کیا گیا۔

اس طرح مدرسہ احمدیہ کے ۱۱ رویں سالانہ ٹورنامنٹ کا اختتام ہوا۔ جو کہ ایک یادگار ہے۔ مدرسہ احمدیہ کے طلبہ کے مختلف ڈیوٹیاں اساتذہ کی سرپرستی میں لگائی گئی تھیں۔ جسے سبھی طلبہ نے حُسن خوبی انجام دیں۔ (شاہ چنگیز)

تبلیغی دورہ مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر

مورخہ ۲ / مارچ ۲۰۰۰ء کو ایک تبلیغی وفد مکرم مولوی مصلح الدین صاحب سعدی مبلغ سلسلہ کی نگرانی میں یادگیر کے قریب مضافات میں روانہ ہوا۔ اس وفد میں مکرم نورالحق صاحب مکرم عبدالمنان صاحب کرنول اور عبدالقدوس صاحب شامل تھے۔ صبح سے شام تک تقریباً ۸ گاؤں کا دورہ کیا۔

ہر گاؤں میں پہنچکر جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ وہاں کے لوگ سوالات کرتے گئے اور مکرم مولوی صاحب ان لوگوں کو تسلی بخش جواب دیتے رہے جسکا ان لوگوں پر کافی اچھا اثر ہوا۔ اور جماعت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اسکے بعد دوسرے گاؤں جو آلور کے نام سے ہے وہاں بھی جماعت کا تعارف کروایا گیا اور ان لوگوں کو حقیقی اسلام کے بارے میں تفصیل سے سمجھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے کا سارا گاؤں احمدیت میں داخل ہو گیا۔ جن کی تعداد ۴۰۰ سے زیادہ ہے۔ الحمدللہ۔

خلاصہ رپورٹ وقار عمل

مورخہ ۱۶ / مارچ ۲۰۰۰ء کو مسجد احمدیہ یادگیر واحاطہ مسجد اور گراؤنڈ میں وقار عمل منایا گیا۔ مسجد اور میدان کی صفائی کی گئی۔ عیدالاضحیٰ کی نماز کیلئے احاطہ مسجد میں لجنہ کیلئے شامیانے لگائے گئے۔ وقار عمل میں کثیر تعداد میں خدام نے شرکت کی۔

رپورٹ بابت تعمیر مسجد احمدیہ مومن منزل

حیدرآباد

الحمدوللہ کہ جماعت احمدیہ حیدرآباد کو ایک نئی مسجد تعمیر کرنیکی توفیق ملی مورخہ 15/11/99 کو محترم امیر صاحب حیدرآباد نے مسجد احمدیہ مومن منزل کی بنیاد رکھی اور اجتماعی دعا کروائی مسجد کی تعمیر محترم عزیز حسین صاحب (مرحوم) آف پاکستان کی مسجد کے واسطے وقف کردہ زمین میں کی گئی۔ اور اللہ کے فضل سے صرف ۲۸ دن کے اندر ہی ساری مسجد کی تعمیر مکمل ہو گئی مسجد کا افتتاح یکم رمضان المبارک مورخہ 10/12/99 بروز جمعہ بوقت نماز عصر ہوا۔ پہلی نماز حافظ ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب نے پڑھائی بعدہٗ درس بھی دیا گیا۔ اس موقعہ پر ۶۰۰ افراد جماعت کو افطار و طعام میں مدعو کیا گیا تھا مسجد میں تعمیر کے تمام اخراجات صرف سنتوش نگر

کے حلقہ کے لوگوں کے آپسی تعاون سے صرف ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد

☆- وقار عمل :- مورخہ ۲۳/جنوری ۲۰۰۰ء کو ۲۴ خدام نے مسجد احمدیہ اور جوبلی ہال کو پانی سے دھویا اور آفس کی از سر نو تزئین کا کام کیا۔

☆- مورخہ ۱۶/مارچ کو ایک عظیم الشان وقار عمل مسجد احمدیہ مومن منزل کی تزئین اور صفائی کے سلسلہ میں کیا گیا جس میں ۲۵ خدام نے جوش و خروش سے حصہ لیا۔

رپورٹ جلسہ المصلح الموعودؓ

۲۰/فروری ۲۰۰۰ء بروز اتوار زیر صدارت محترم سعید احمد انصاری صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد مومن منزل میں خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام جلسہ یوم مصلح الموعودؓ منعقد ہوا جس میں تین تقریریں ہوئیں آخر میں امیر صاحب نے مصلح موعودؓ کے عظیم الشان کارناموں پر خطاب فرمایا۔ جلسہ کے اختتام پر خدام الاحمدیہ کی طرف سے Refreshment کا انتظام کیا گیا تھا۔

خدمت خلق

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ حیدرآباد نے اڑیسہ میں آئے بھیانک طوفان کے بعد جماعت احمدیہ اڑیسہ کے متاثرین کو قریباً ۱۰۰ جوڑے سے زائد عورتوں مردوں اور بچوں کو کپڑے بھجوائے ایک دوست نے اپنی دکان سے کمبل بھی پیش کئے۔

حیدرآباد میں جلسہ المسیح الموعودؑ

یہ اللہ تعالیٰ کی کا فضل و احسان ہے کہ جماعت احمدیہ حیدرآباد کو جلسہ المسیح الموعودؑ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ

یہ جلسہ زیر صدارت محترم جناب سعید احمد انصاری صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد بمقام مسجد احمدیہ مومن منزل بروز اتوار مورخہ 26/3/2000 کو زیر اہتمام مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد منعقد ہوا۔

محترم قاری عبدالقیوم صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اور ساتھ میں ترجمہ بھی پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم سعید احمد اسلم صاحب نے منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ خوش الحانی سے پڑھا۔ پہلی تقریر مکرم جناب فضل العابد صاحب نے کی۔ جبکہ دوسری تقریر مکرم عبدالمنان صاحب نے کی۔ بعد ازاں مکرم شجاعت حسین صاحب اور مکرم منصور احمد صاحب نے منظوم کلام پیش کیا۔ آخر میں صدارتی خطاب میں محترم امیر صاحب نے انتہائی جذباتی انداز میں تمام احباب جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی روشنی میں عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات پر کماحقہ، عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد)

موتی ہاری میں تربیتی جلسہ

مورخہ ۲۳/اپریل صبح ۱۰ بجے مکرم شریف عالم صاحب صوبائی امیر بہار کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا تلاوت اور نظم کے بعد مختلف موضوعات پر مکرم طاہر الاختر صاحب مبلغ مکرم خلیل احمد صاحب نیشنل صدر اور خاکسار نے تقاریر کیں تین نو مبائعین نے قبول احمدیت کے دلچسپ حالات سنائے آخر میں صدر اجلاس نے دعوت الیٰ اللہ

کو منظم بنانے کے مختلف امور پر روشنی ڈالی اور دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ (شیخ محمد علی مبلغ سلسلہ کشن گنج بہار)

درخواست دعا

(۱) مکرم ذاکر خان صاحب بمیالوی صدر جماعت احمدیہ سہارنپور اپنے اور اہل وعیال اور اپنے دوست مکرم ذاکر حسن انصاری ایم۔اے کی دینی دنیاوی خیر و برکت اور ترقی کے لئے نیز اپنے بیٹے عزیز محمد شارق خان کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(۲) خاکسار کی خوشدامنہ صاحبہ اہلیہ محترم ملک نذیر احمد صاحب درویش مرحوم ۶ ماہ سے فالج میں مبتلا ہیں۔ کامل وعاجل شفایابی کے لئے تمام قارئین کرام سے درخواست دعا ہے۔ (زین الدین حامد)

مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر

رشی نگر ۱۸؍ مئی ۲۰۰۰ء۔ مکرم بشارت احمد گنائی معتمد خدام الاحمدیہ رشی نگر تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۱۸؍ مئی ۲۰۰۰ء کو جامع مسجد میں گاؤں کے سارے رنگ سازوں نے بلا معاوضہ رات بھر کام کیا۔ اگلے روز ۱۹؍ مئی کو صبح ساتھ بجے گاؤں میں ایک بڑا وقار عمل منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر عہدیداران مجلس کے ساتھ ساتھ کم و بیش ۲۰۰ خدام، اطفال و ناصرات شریک ہوئیں۔ گلی، کوچے اور نالیوں کو صاف کیا گیا اور گندی نالیوں میں دوائی ڈالی گئی۔

وقار عمل

مورخہ ۲۰؍ فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد نے ایک وقار عمل کیا جس میں ڈیڑھ صد خدام تیس اطفال نے شرکت کی اس وقار عمل کے ذریعہ احمدیہ قبرستان کی صفائی کی گئی۔ اور قبروں پر مٹی ڈال کر صحیح کیا گیا یہ وقار عمل ۴ گھنٹے چلا وقار عمل کے اختتام پر خدام کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی اللہ جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد)

مورخہ ۲۰ فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ نونہ مئی نے جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا اس اجلاس کی صدارت مکرم راجہ نصیر احمد خان صاحب نے کی تلاوت اور نظم خوانی کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی۔ دعا کے بعد یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ دوران جلسہ تواضع کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ (نسیم احمد خان سیکرٹری لوکل جماعت احمدیہ نونہ مئی)

سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماع انصار اللہ بھارت مورخہ ۲۳، ۲۴ ستمبر بروز ہفتہ اتوار کو قادیان دارالامان میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب اس سے مطلع رہیں اور اسکے مطابق اپنی تیاری کریں۔ (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

نماز کو قائم کریں اور اپنے دوستوں اور حلقہ احباب کو نماز قائم کرنے کی تلقین کرتے رہیں۔ (شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

مجلس خدام الاحمدیہ سونگڑہ کی طرف سے

تین دن کا بک سٹال

ہر سال کی طرح اس سال بھی ہندوؤں کی طرف سے ہونیوالے پندرہ دن کے ایک میلے میں مجلس خدام الاحمدیہ سونگڑہ کی طرف سے ایک بک سٹال تین دن کے لئے لگایا گیا۔ جو اللہ تعالیٰ فضل سے تبلیغی لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ بک سٹال کے موقع پر خاص کر قرآن مجید کا اڑیہ اور انگریزی ترجمہ لوگوں کے توجہ کو مبذول کرنے والا بنا۔ اور بعض ہندو اور غیر احمدی بھائیوں کی طرف سے یہ اظہار خیال بھی کیا گیا کہ آج تک مسلمانوں کے کسی فرقہ کی طرف سے قرآن مجید کا اڑیہ ترجمہ نہیں پیش کیا گیا تھا لیکن جماعت احمدیہ نے قرآن مجید کا بہت ہی عمدہ اور شاندار ترجمہ پیش کیا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ سونگڑہ کی طرف سے لگائے جانے والا یہ بک سٹال میلہ کے پہلے دن یعنی 12/4/2000 سے شروع ہو کر تین دن جاری رہا جس میں مختلف اوقات پر ہندو اور غیر احمدی بھائیوں سے تبلیغی گفتگو ہوئی۔ اور مجلس خدام الاحمدیہ کے خدام بھائیوں نے محض للہ ڈیوٹی نبھائی۔ نیز ہزاروں لوگوں نے اس بک سٹال کا مشاہدہ کیا۔ اسی طرح بک اسٹال کے دوسرے دن یعنی 13/4/2000 مکرم سید احمد نصیر اللہ صاحب قائد علاقائی صوبہ اڑیسہ حال مقیم بھونیشور آئے اور بک سٹال کا جائزہ لیتے ہوئے خدام کی حوصلہ افزائی کی۔ اور اسی طرح دعا کے ساتھ بک سٹال اختتام پذیر ہوا الحمد للہ۔

جلسہ یوم مسیح موعود (یادگیر)

مورخہ ۲۳/اپریل ۲۰۰۰ء مسجد احمدیہ یادگیر میں زیر صدارت مکرم عبدالسلیم صاحب سگری امیر جماعت منعقد ہوا جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اس کے بعد عزیزم محمود احمدی نے حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام سے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے جلسہ کی پہلی تقریر مکرم رحمت اللہ صاحب نے سیرت مسیح موعودؑ پر کی دوسری تقریر حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضرت ﷺ سے عشق کے موضوع پر مولوی ایاز رشید صاحب نے کی اور آخری تقریر محترم مولوی مصلح الدین صعدی مبلغ سلسلہ یادگیر نے بیعت کی غرض وغایت کے تعلق سے بیان کی بالآخر صدارتی خطاب اور ودعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ تمام حاضرین کی ٹھنڈے مشروب سے تواضع کی گئی۔

وقار عمل (یادگیر)

مورخہ ۲۳/اپریل ۲۰۰۰ء کو مکرم قائد صاحب کی قیادت میں ایک عظیم الشان وقار عمل منعقد ہوا۔ جس میں مسجد احمدیہ اور احاطہ مسجد کی صفائی کی گئی مسجد کو پانی سے صاف کیا گیا۔ اسی طرح مسجد سے ملحق پانی کے حوض اور مسجد کے ساتھ میدان کی صفائی بھی کی گئی اور درختوں کو ٹھیک کیا گیا۔ اس وقار عمل میں 90% خدام نے اور کثیر تعداد میں اطفال نے شرکت کی۔ آخر میں دعا کے بعد چائے بسکٹ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

(انچارج اردو سیکشن)

مشکوٰۃ کی توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لیجئے۔
یہ آپ کا تنظیمی فریضہ ہے۔ (منیجر مشکوٰۃ)

کوئمبٹور میں مجلس خدام الاحمدیہ تامل ناڈو کا ساتواں صوبائی اجتماع

محترم صدر صاحب اور مکرم مہتمم صاحب صنعت و تجارت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی شرکت

رپورٹ از:- ایس مبارک احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ کوئمبٹور

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ تامل ناڈو کا ساتواں سالانہ اجتماع صوبائی مورخہ ۱۳/ ۱۴/ مئی ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ و اتوار نہایت ہی کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔

پہلا روز صبح ۱۰ بجے مکرم امیر صاحب صوبائی محترم اے پی وائی عبد القادر صاحب کی زیر صدارت مکرم ائی محمد یونس صاحب کی تلاوت قرآن مجید و تامل ترجمہ کے ساتھ افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ مکرم اے آنند صاحب نے ”حمد و ثنا اسی کو“ کے چند اشعار نہایت ہی خوش الحانی کے ساتھ سنا کر تامل ترجمہ بھی سنایا۔ اس سے قبل مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدام الاحمدیہ کا اور مکرم قائد صاحب علاقائی تاملناڈو نے اطفال الاحمدیہ کا عہد دوہرایا۔ جس کا تامل ترجمہ مکرم صدیق عبدالقادر صاحب سیکریٹری تربیت صوبائی مجلس خدام الاحمدیہ تامل ناڈو نے دوہرایا۔ اس کے بعد خاکسار نے استقبالیہ کلمات کہے۔ صدارتی خطاب میں مکرم امیر صاحب صوبائی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح سے ہماری جماعت میں شامل کون کون ہے والی نصیحت پڑھ کر سنایا۔ علاقائی قائد مکرم شیراز احمد صاحب نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں کی روشنی میں تقریر کی۔

اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض، دوسرے اسلامی فرقوں کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کی امتیازی شان وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے خدام کو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ آپ نے شروع اسلام کے نوجوانوں کی قربانی اور احمدی نوجوانوں کی قربانیوں کی یاد دلاتے ہوئے احیائے دین کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے ہر خادم کو تیار رہنے کی ضرورت سے بھی آگاہ کیا۔ بعدہٗ مکرم صدر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

افتتاحی اجلاس کے اختتام کے بعد ۳۰-۱۱ بجے سے ایک بجے تک اطفال الاحمدیہ کے مختلف مقابلہ جات ہوئے۔

نماز ظہر و عصر و طعام و آرام کے بعد ۴ بجے تا ۳۰-۶ تک اطفال الاحمدیہ کے مختلف ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

اگلے روز تہجد کی نماز مکرم یونس صاحب نے پڑھائی۔ فجر کے بعد مکرم مزمل احمد صاحب مبلغ سلسلہ میلاپالم نے درس القرآن دیا جس میں انہوں نے احمدیت اور ایم ٹی اے کی برکات سے آگاہ کیا۔ ۶ بجے سے ۳۰-۹ بجے تک خدام الاحمدیہ کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ ۱۰ بجے سے ۱ بجے تک خدام الاحمدیہ کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔

نماز ظہر و عصر طعام و آرام کے بعد خدام الاحمدیہ کا کوئز کا مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد مکرم شیراز احمد صاحب قائد علاقائی تامل ناڈو نے خدام کو مخاطب کیا۔ آپ نے ایم ٹی اے کی اہمیت اور اس سے استفادہ کرنے کے طریق اور ضرورت کو واضح

تاثرات و جذبات اور جماعت احمدیہ کی خدمات کا دلچسپ انداز سے اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ۔ اللہ کا احسان ہے کہ اسنے ہمیں امام مہدیؑ کو ماننے کی توفیق دی ہم نے قادیان بھی جاکر دیکھا ہے اس جیسی جماعت دنیا میں کہیں نہیں ہے ہم پر حضور ایدہ اللہ کا احسان ہے جنہوں نے ہریانہ کی طرف دھیان دیا ہمیں ایک جگہ اکٹھے کرنے والا کوئی نہ تھا ہمارے رشتہ دار بھی تھے نہ وہ بلاتے تھے اور نہ ہم ان کے بلانے پر سب اکٹھے ہوتے تھے جماعت کی برکت ہے کہ ہمیں ایک جگہ اکٹھے ہونے کی توفیق مل رہی ہے۔ ہم جماعت کے بہت شکر گذار ہیں ہمارے بچوں کو کلمہ تک نہیں آتا تھا اور نہ کوئی سکھانے والا تھا۔ تقسیم ملک کے بعد ہریانہ سے اسلام قریباً ختم ہو چکا تھا ملا مولوی صرف پیسے بٹورنے آتے تھے ہمارے ایمان کی کسی کو فکر نہ تھی۔ جماعت احمدیہ نے ۴ سال پہلے ہریانہ میں کوشش شروع کی مبلغین نے بہت قربانیاں دیں اور ہمارے بچوں نے بہت کچھ سیکھا اور آج اجتماع میں ہم اس ترقی کی ایک جھلک دیکھ رہے ہیں۔ اجتماع سے بہت فائدہ ہو رہا ہے آئندہ بھی ایسے اجتماع ضرور کروائے جائیں جماعت احمدیہ ہریانہ میں بہت خرچ کر رہی ہے اور ایمانداری سے کام کر رہی ہے ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ ہمارا سدھار صرف اسی جماعت نے کرنا ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ اس سے وابستہ ہو جائیں اور ہر طرح سے ان کا ساتھ دیں۔

مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ بوڑھیا کھیڑا نے بتایا کہ ہمارے گاؤں میں ۵۰ گھر مسلمانوں کے ہیں ۴۰ سال سے مولوی بھی ہے مسجد بھی ہے لیکن بچوں کو کچھ نہیں سکھایا صرف تعویذ دیتا ہے میں نے دعا کی اے خدا کوئی ایسی جماعت بھیج جو ہمیں ایمان کی رستہ پر چلائے اسکے بعد بہت جلد احمدیت ہمارے گاؤں میں پہنچی اب ہم احمدیت کو نہیں چھوڑ سکتے۔

تاثرات کے بعد مکرم نصر الحق صاحب فاضل معلم لدھیانہ اور مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب فاضل مدرس مدرسۃ المعلمین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آخر پر مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔

۴ر اپریل کو بھی نماز تہجد باجماعت ہوئی نماز فجر کے بعد مختلف تربیتی امور پر درس ہوا صبح ۱۰ بجے مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیر صدارت اختتامی و تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت نظم اور عہد خدام و اطفال کے بعد مکرم سفیر احمد صاحب بھٹی نے چند ضروری امور پر روشنی ڈالی۔ ازاں بعد مکرم نگران صاحب دعوت الی اللہ ہریانہ نے خطاب فرمایا۔ اور مکرم امام الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ صوبری نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ صدارتی خطاب کے بعد علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والے خدام و اطفال اور انصار کو انعامات دئے گئے۔ دعا کے ساتھ 10:30 بجے اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

تینوں روز ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ مہمانان نے ایک دوسرے کے لئے قربانی کرتے ہوئے نہایت خوش اخلاقی سے یہ دن گذارے۔ خصوصی طور پر صفائی کا خیال رکھا گیا تینوں روز رسالہ راہ ایمان ہندی کا سٹال لگا۔

اللہ تعالیٰ سب معاونین کو بہتر جزا عطا فرمائے اور اجتماع کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ (قریشی محمد فضل اللہ قادیان)

رسالہ مشکوٰۃ کو قلمی تعاون کی ضرورت ہے۔ اہل علم حضرات اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر مشکوٰۃ)

دھن سب کچھ اس راستہ میں قربان کر رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کو اس میدان میں دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ ایسے مخالفانہ ماحول میں جماعت کو حاصل ہونے والی غیر معمولی اور عظیم الشان فتوحات تمام اعداد و شمار سے بالا، تمام انسانی اندازوں اور انکلوں سے بالکل مختلف ہیں۔

ہندوستان کی سرزمین سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی جائے نزول ہونے کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتی ہے اس زمانہ کے ماموروں مرسل کے تخت گاہ بننے کی اسے سعادت نصیب ہوئی، موعود اقوام عالم اسی ملک میں پیدا ہوئے آج دنیا کے ۱۶۵ سے زائد ممالک میں احمدیت کے ذریعہ قائم کردہ سرسبز و شاداب روحانی بساتین احمد کی آبیاری میں ہندوستان کے ابتدائی احمدیوں کی کوشش ناقابل فراموش ہے۔

علماء سوء کی شدید مخالفتوں، ریشہ دوانیوں، فتاویٔ کفر کے باوجود یہ نداء آسمانی شش جہات میں پھیلی اور آج دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں احمدیت کے فدائی موجود نہ ہوں۔

تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں بعض حالات کی وجہ سے ایک قسم کی جمود کی کیفیت طاری تھی۔ بیعتوں کی رفتار بہت کم تھی۔ مگر خلافت رابعہ کے ابتدائی سالوں میں ہی، حضور انور کی غیر معمولی توجہ اور دلچسپی کے نتیجہ میں ہندوستان کی جماعتیں جاگ اٹھیں اور بڑی تیزی کے ساتھ اپنے امام کی حکیمانہ قیادت و راہنمائی میں تبلیغ و دعوۃ الی اللہ کے میدان میں آگے بڑھیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان میں ہونے والی بیعتوں کی رفتار میں اس قدر اضافہ ہوا لکھو کھا لوگ آغوشِ احمدیت میں آنے لگے۔ اور اس سال جیسا کہ ہمارے پیارے آقا نے اس تمنا کا اظہار فرمایا ہے صرف ہندوستان میں ایک کروڑ سعید روحیں احمدیت میں داخل ہوں گی۔ انشاء اللہ ہندوستان کے مذہبی حلقوں میں رونما ہونے والے اس عظیم انقلاب کو دیکھ کر دشمن انگشت بدنداں ہے، بغض و حسد اور غیظ و غضب کی آگ میں جل رہے ہیں یہی وجہ تھی کہ چند سال قبل بعض ملاؤں نے حکومت ہند سے یہ مطالبہ کیا کہ پاکستان کی طرح ہندوستان میں بھی احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ لیکن ہندوستان کی باشعور حکومت، اور سیکیولر آئین ان نام نہاد مذہبی لیڈروں کے مطالبہ کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ جب اس قسم کی سازشوں اور منصوبوں میں ناکام ہوئے تو جماعت احمدیہ کے خلاف اشتہارات و اعلانات کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو بھڑکانے لگے۔ اور احمدیوں کا قتل اور ان کی جان و مال کو لوٹنا باعث ثواب قرار دیا گیا اور اسلامی جہاد کے مقدس تصور کو احمدیوں کے مال و جان کو لوٹنا قرار دیا گیا۔

محترم مولوی عبدالرحیم صاحب کی شہادت بھی ایسی ہی سازش کا ایک حصہ ہے۔ مولوی صاحب چونکہ اُن ہی میں سے آئے تھے اور ان کے اندرونی رازوں سے واقف تھے، "نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری" مولوی صاحب کو ختم کرنے کو انہوں نے اپنی سعادت سمجھا۔

محترم مولوی صاحب جب شمس پور میں جماعت کی مخالفت میں بطور مبلغ متعین تھے ان سے شروع شروع ملنے والوں میں محترم قاری نواب احمد صاحب اور بعض داعین الی اللہ کے ساتھ خاکسار بھی شامل تھا۔ اس وقت اُن کا رویہ بالکل دشمنانہ تھا۔ کافی دیر کی بحث نے کوئی مثبت نتیجہ پیدا نہیں کیا۔ بعد میں خدا جانے کون سی دلیل ان پر غالب آئی۔ اس واقعہ کے چند ماہ بعد وہ دوسری یا تیسری بار قادیان آئے تو بالکل بدلے ہوئے تھے۔

؎ نیک دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

پھر جلد ہی اخلاص میں ترقی کر گئے۔ قادیان کے مقدس روحانی اور علمی ماحول نے انکے لئے مزید آگے بڑھنے کا موقعہ فراہم کیا۔ مکرم گیانی تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ ہماچل و پنجاب کے برادرانہ سلوک وراہنمائی سے ان دونوں صوبوں میں جماعت کے کاموں میں ان کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔ اور ایسے ہی ایک تبلیغی سفر میں ہی آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔ اللّٰہم اغفر له وادخله في جنات النعيم

غم میں لپٹی ہوئی اس خوشخبری کے موقعہ پر ادارہ مشکوٰۃ تمام اراکین خدام الاحمدیہ بھارت سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور ساتھ ہی آپ کے ایک رکن کو حاصل ہونے والی اس سعادت پر مبارکباد بھی پیش کرتا ہے۔ اس موقعہ پر سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ۱۲ اگست ۱۹۸۳ کے تاریخی خطبہ کا ایک اقتباس بطور یاددہانی پیش کیا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں :۔

اس مقدس امانت کی حفاظت کرو

"خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو۔ تبلیغ کی جو جوت میرے مولا نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزارہا سینوں میں یہ لو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا! تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم ہے اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اس شمع کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دیگا۔ یہ لو بلند تر ہو گی اور پھیلیگی اور سینہ بہ سینہ روشن ہوتی چلی جائیگی اور تمام روئے زمین کو گھیر لیگی اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دیگی۔"

(خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز بحوالہ خطبہ جمعہ ۱۲ اگست ۱۹۸۳ء)

پس ہندوستان کے طول عرض میں خدمات دینیہ بجالانے میں مصروف تمام مبلغین و معلمین و داعیان الی اللہ سے ہم یہی توقع رکھتے ہیں کہ حضور انور کے اس ولولہ انگیز جوشِ تبلیغ سے مستفید ہوتے ہوئے، مظالم اور آزمائشوں کی خاردار وادیوں میں سے اسی قادر مطلق خدا پر توکل کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ یہ وقتی مصائب اور مخالفت سے مضمحل نہ ہوں۔ اور یہ امید رکھیں :-

"تم دیکھو گے ان ہی میں سے قطرات محبت ٹپکیں گے"

یہ ایک حقیقت ہے جسکا انکار ممکن نہیں۔ تمام تاریخ مذاہب اس بات کی گواہی دیتی ہیں۔ انشاءاللہ وہ وقت قریب ہے کہ شہید عبدالرحیم کے خون کا ایک ایک قطرہ لدھیانہ کی سرزمین میں باغ احمد کی آبیاری کے لئے ممد ثابت ہوگا۔ قاتل گرفت میں آئیں یا نہ آئیں۔ ہمیں اس قادر مطلق اور قہار و منتقم خدا پر کامل یقین اور توکل ہے جو ہمیشہ اور ہر مقام پر اور ہر زمانہ میں جماعت کی تائید اور نصرت پر کھڑا ہے وہ ان ظالموں سے بہتر انتقام لیگا۔ ہماری تمنا یہی ہے کہ سب سے بہتر انتقام یہی ہو کہ لدھیانہ کی سرزمین پر ایک مضبوط اور فعال جماعت قائم ہو اور بزبانِ حال دشمن کو یہ نداء دی جارہی ہو :-

"موتوا بغيظكم" تم اپنے غیظ و غضب سے مر جاؤ۔ تم اس زندہ اور زندگی بخش جام احمدؑ سے تشنہ روحوں کو محروم نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ بہت جلد لدھیانہ کی تاریخ ساز سرزمین پر پرچم احمدیت بڑی شان کے ساتھ لہرانے لگ جائے۔ (آمین)

(زین الدین حامد)

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. R. N. 38951/82

Monthly

MISHKAT

Ph : (91) 1872 - 70139
(R) 70616
Fax : 70105

Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat Qadian

Editor:- Zainuddin Hamid

Manager : *Qari Nawab Ahmad*
Printer & Publisher : *Munir Ahmad Hafizabadi*

Vol. No. 19 **May 2000** **No. 5**

سب برکتیں خلافت میں ہیں

اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اسکی تاثیر کو دنیا میں پھلا دیتی ہے۔ تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو بھی اُن کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ، اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ اور اِس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحوالہ الفضل ۲۰؍ مئی ۱۹۵۹ء